ماہنامہ
المرشد

قد افلح من تزکی وذکر اسم ربه فصلی

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کرلیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

اللہ
رسول
محمد

واللہ خیر الرازقین

عَنْ عَائِشَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَلذِّکْرُ الَّذِیْ لَا یَسْمَعُہُ الْحَفَظَۃُ یَزِیْدُ عَلَی الذِّکْرِ الَّذِیْ یَسْمَعُہُ الْحَفَظَۃُ سَبْعِیْنَ ضِعْفاً۔

حضرت عائشہؓ نبی کریمؐ سے بیان فرماتی ہیں کہ وہ ذکر الٰہی جسے کراماً کاتبین نہیں سنتے، اس ذکر سے ستر درجے بہتر ہے جسے وہ سنتے ہیں۔

اگر سارا اسلام آپ سے نافذ نہیں ہوتا تو اتنا اسلام تو اپنالو جتنا غیر مسلموں نے اپنا رکھا ہے۔

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

فروری 2012ء

تصوف

کثرت ذکر

ذکر کی کثرت کا حکم بہت تاکیدی ہے، یہاں تک کہ میدان جنگ میں جاؤ تو اللہ حکم دیتا ہے کہ اِذَا لَقِیْتُم فِئَۃً جب کسی کافر فوج سے مقابلہ آ جائے فَاثْبُتُو جم کر لڑو وَاذْ کُرُو اللّٰہ اور اللہ کا ذکر لڑتے ہوئے بھی کثرت سے کرتے رہو ادھر لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ صوفیا مخلوقات میں سب سے ناکارہ لوگ ہوتے ہیں جبکہ لڑنا تو کام ہی صوفیوں کا ہے۔ جہاد زیب ہی ان لوگوں کو دیتا ہے جن کے دل ذکر الٰہی سے منور ہیں جبکہ دوسرے لوگ، میں دعویٰ سے کہتا ہوں، جن کے دل ذاکر نہیں ہیں، وہ لوٹنے کے لئے جاتے ہیں، وہ جہاد کے لئے نہیں جاتے، وہ کچھ دینے کے لئے نہیں جاتے، اپنے مفادات کے لئے جاتے ہیں۔

یہ دیکھو کتنی الماریاں قرآن مجیدوں سے بھری پڑی ہیں، یہاں تو کوئی فحش گانا نہیں ہے تو یہ قرآن مجید ہماری اصلاح کیوں نہیں کرتا، اس لئے کہ ہمارے دل ذکر الٰہی سے غافل ہو گئے اور ہم نے بہانے ڈھونڈ لئے کہ خیر ہے جی فلاں کام کرلو، وہ بھی ذکر کا متبادل ہے۔ میرے بھائی! ہر ایک کو حق حاصل ہے کہ وہ مجھ سے یہ اختلاف رکھے، جس طریقے سے آپ ذکر کرتے ہیں، ہم اس طریقے سے نہیں کرتے ٹھیک ہے، مانا بھائی! لیکن یہ کہنا آپ کا کہ ہم ذکر ہی نہیں کرتے، یہ خودکشی ہے اور اس کا کوئی جواز نہیں ہے، یہ قرآن کا انکار ہے، ذکر قلبی مومن مرد اور مومن عورت کو الگ الگ کر کے بھی کہا کہ یہ نہ ہو کہ صرف مردوں کے لئے فرض سمجھا جائے۔ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ کثرت سے ذکر کرنے والے مرد، کثرت سے ذکر کرنے والی عورتیں۔ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً ان لوگوں کے لئے مغفرت ہے اور اجر عظیم ہے۔ اس لئے کہ انہیں کام کرنا، نیک عمل کرنا نصیب ہی تب ہوگا جب وہ ذکر کریں گے

بانی حضرت العلام مولانا اللہ یار خان مجدد سلسلۂ نقشبندیہ اویسیہ
سرپرست حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلۂ نقشبندیہ اویسیہ

ماہنامہ المرشد

فروری 2012ء ربیع الاول 1433ھ
جلد نمبر 33 | شمارہ نمبر 06
مدیر محمد اجمل
سرکولیشن مینیجر: محمد اسلم شاہد
قیمت فی شمارہ 35 روپے
PS/CPL#15

فہرست

اداریہ	ابوالاحمدین	3
کلام شیخ	سیماب اویسی	4
اقوالِ شیخ	انتخاب	5
اکرم التراجم کی تقریب رونمائی	سید انور علی شاہ (راولپنڈی)	7
معاشی دہشت گردی	جان پرکنز (ترجمہ حنیف راؤ)	16
اکرم التفاسیر	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	26
چراغِ مصطفوی	حافظ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ	35
بعثت رحمت عالم	شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان	40
من الظلمٰت الی النور	محمد ارشد (اسلام آباد)	48
Translated Speech	Ameer Muhammad Akram Awan	53
Hayat-e-Javidan	Abul Ahmadain Translation: Naseem Malik	56

www.owaisiah.com/www.naqashbandiahowaislah.com

انتخاب جدید پرنٹرز 0423-6314365 ناشر۔ عبدالقدیر اعوان

بدل اشتراک

پاکستان	350 روپے سالانہ
بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش	1200 روپے
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ، یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
کاریبیئن اور کینیڈا	60 امریکی ڈالر

سرکولیشن و رابطہ آفس: ماہنامہ المرشد 17 اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔
Ph:042-35182727, Fax: 042-35180381, email: monthlyalmurshed@gmail.com

مرکزی دفتر: دارالعرفان ڈاکخانہ نور پور ضلع چکوال۔
Ph: 0543-562200, Fax: 0543-562198, email: darulirfan@gmail.com

"قرآن حکیم کو اس نیت سے پڑھو کہ میرا پروردگار مجھ سے باتیں کر رہا ہے"۔

اچھوتے انداز اور منفرد طرز تحریر کی حامل

تفسیر قرآن حکیم اسرار التنزیل سے اقتباس

ایمان کی استعداد

نبی میں وہ قوت ہوتی ہے کہ براہ راست خطاب باری سے مستفیض ہوتا ہے اور دوسری مخلوق اس کی وساطت سے۔ یہ اتنا اہم کام ہے کہ ہر کوئی نبی نہیں بن سکتا بلکہ اللہ نے جن کو بنایا انہی کو بنایا۔ پھر انہوں نے مخلوق تک یہ بات پہنچائی کہ جیسے گندم، بدن کی بنیادی غذا ہے، اللہ کا ذکر روح کی بنیادی غذا ہے جیسے کھانا کھانے کے اوقات اور طریقے ہیں، جس طرح جسمانی صحت کے لئے دوا ہے، اسی طرح ذکر و عبادت کے اوقات اور اس کے طریقے ہیں اور روح کی دوا توبہ و استغفار ہے۔ جس طرح بعض چیزوں کے کھانے سے پرہیز جسمانی صحت کے لئے ضروری ہے اسی طرح بعض افعال سے پرہیز روحانی صحت کی ضرورت ہے۔ یہ سب چیزیں اسی طرح ضروری ہیں جیسے ہم جسمانی ضروریات کو اہم جانتے ہیں۔ پھر جس قدر انبیا علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے ان سے آخر وہ ہستی آئی جو سب کی سردار اور ساری کائنات کے لئے اللہ کی رحمت ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ رات ہے اور مجھے دکھائی نہیں دیتا تو چراغ روشن کریں گے اگر پھر بھی کچھ نہیں دکھتا تو بجلی وغیرہ کی روشنی کریں گے پھر بھی کچھ نظر نہ آیا تو سورج کے طلوع ہونے کا انتظار۔ اگر سورج طلوع ہونے کے بعد بھی اسے کچھ نظر نہ آئے تو پھر اس کی قوت بینائی ضائع ہوگئی اور وہ اندھا ہو گیا۔

بالکل اسی طرح بعثت رسول ﷺ کے بعد بھی جو کافر رہا وہ لا علاج ہوا۔ غور کریں کہ جسمانی حسن حضور ﷺ کا کائنات میں بے مثل، باتوں میں وہ شیرینی جو صرف آپ ﷺ کا خاصہ ہے اور بات اللہ تعالیٰ کی، زبان رسول اللہ ﷺ کی، خطابت کا لطف الفاظ کی بندش، زبان کی شیرینی اور لب و رخسار کا حسن بھی جو یہاں ہے وہ کہیں نہیں اور تقدس بھی بے مثال۔ اب یہ بات بھی جس کے دل میں نہ اترے شاید اس کے پاس دل ہی نہیں۔ اسی لئے فرمایا کہ ہدایت کا منبع اور نور کا مینار تو آپ ﷺ کی ذات بابرکات ہے جو آپ سے بھی مستفیض نہ ہوا وہ کہاں ہو سکے گا؟

میڈیا کی ترجیحات

عصر حاضر کی عام فہم اردو زبان میں قرآن حکیم کا لفظی با محاورہ اور سلیس ترجمہ وقت کی اہم ضرورت تھی جسے مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی نے "اکرم التراجم" کی صورت پورا کر دیا۔ کنونشن سنٹر اسلام آباد میں "اکرم التراجم" کے حوالے سے 18 دسمبر 2011ء کو ایک تعارفی تقریب منعقد ہوئی جس میں مترجم مدظلہ العالی کے ایمان افروز صدارتی خطاب کے علاوہ مشہور دینی سکالر اور نمل یونیورسٹی کے شعبہ عربی و اسلامک سٹڈیز کے ذین ڈاکٹر ضیاء الحق نے ترجمہ قرآن کے حوالے سے علمی گفتگو فرمائی۔ یہ واقعہ اگرچہ چند ہفتے پرانا ہے لیکن اس کا تذکرہ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ یہ ہمارے میڈیا کی عمومی ترجیحات کی بہترین عکاسی کرتا ہے۔ اس تقریب کا خصوصی امتیاز قرآن حکیم کے ایک منفرد ترجمہ کے حوالے سے تو تھا ہی لیکن اسلام آباد کنونشن سنٹر میں منعقد ہونے والی کوئی بھی تقریب ہو میڈیا اسے نظرانداز نہیں کر سکتا۔ کم وبیش تمام ٹی وی چینلز اور پریس کے نمائندے پوری تقریب کی کوریج کے لئے موجود رہے اور 2 گھنٹوں تک کنونشن سنٹر کا روشن ماحول کیمروں کی فلڈ لائٹس اور فلیش لائٹس سے بقعۂ نور بنا رہا۔ تقریب کے اختتام پر پی ٹی وی نے مترجم مدظلہ العالی کا خصوصی انٹرویو بھی ریکارڈ کیا۔

توقع تھی کہ میڈیا پر اس تقریب کو مناسب کوریج ملے گی اور قرآن کے حوالے سے حضرت مدظلہ العالی کا خصوصی پیغام عوام تک پہنچایا جائے گا لیکن چند ایک چینلز پر سرسری کوریج کے سوا اکثریت نے ریکارڈنگ کے باوجود اس اہم تقریب کا ذکر تک نہ کیا۔ بیشتر چینلز کے خبرناموں میں اس روز شرح و بسط کے ساتھ وینا ملک کا مسلسل تذکرہ ہوتا رہا۔ یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ یہ کسی حکومتی پالیسی کے تحت تھا کیونکہ پی ٹی وی نے جو کسی حد تک سرکاری چینل ہے نہ صرف اس تقریب کو بھرپور کوریج دی بلکہ حضرت مدظلہ العالی کا انٹرویو بھی دکھایا۔ یہاں یہ جواز بھی درست نہ ہوگا کہ میڈیا کی یہ ترجیحات عوامی تقاضوں کے مطابق ہیں۔ کنونشن سنٹر اسلام آباد کی یہ غالباً پہلی تقریب تھی جس میں خواتین و مرد حاضرین کے جم غفیر کے لئے یہ وسیع و عریض ہال سمٹتا ہوا نظر آیا اور مجبوراً نشستوں کے درمیان سیڑھیوں کو نشست گاہ بنایا گیا لیکن اس کے باوجود ایک کثیر تعداد کو جگہ نہ ملنے کی وجہ سے واپس لوٹنا پڑا۔ اگر ایسے لوگ بہت ہیں جو فحاشی اور بے حیائی کی تپش سے آنکھوں کو سینکنا چاہتے ہیں تو وہ لوگ بھی کم نہیں جو میڈیا پر مثبت اور تعمیری پروگراموں کو تلاش کرتے ہیں۔ آخر یہ بھی تو میڈیا ہی کی ذمہ داری ہے کہ حسن و قباحت کے مابین فرق کو اجاگر کرے ناپختہ ذہنوں کی تربیت کرے اور ہماری قومی اور معاشرتی قدروں کی حفاظت کرے۔ قرآن کے حوالے سے میڈیا تک پہنچنے والا ہر پیغام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی امانت ہے۔ یہ کتنی بڑی سعادت ہوگی کہ میڈیا اس امانت کو آگے پہنچانے میں بخل کی بجائے فیاضی کا ثبوت دے۔ فرمانِ رسالت ﷺ ہے:

بلغوا عنی ولو آیۃ. او کما قال رسول اللہ ﷺ (میری سکھائی ہوئی باتیں لوگوں تک پہنچاؤ خواہ ایک ہی آیت ہو)

امید کی جاتی ہے کہ میڈیا اپنی ترجیحات کا تعین کرتے ہوئے ہماری ان معروضات کو مدنظر رکھے گا۔

ابوالاحمدین

کلامِ شیخ

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان' سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

گردِ سفر	نشانِ منزل

کون سی ایسی بات ہوئی ہے — سوچ سمندر

متاعِ فقیر	آس جزیرہ	دیدہ تر

اس بارے میں ڈاکٹر اجمل نیازی لکھتے ہیں:

''اپنی آسودگی کے لئے وہ ذکر کرتے ہیں فکر کرتے ہیں اور شعر بھی کہتے ہیں یہ ان کے فرصت کے لمحوں کی فراست ہے۔ فراغتوں کو فروغ دینے کیلئے یہ مشغلہ انہوں نے اختیار کیا ہے شاید وہ ریلیکس ہونا چاہتے ہیں تو شعر کہتے ہیں لوگ اس کام کے لئے تفریح کے کیا کیا سامان ڈھونڈتے ہیں مگر ملک صاحب کی تفریح بھی ترفع سے خالی نہیں ان کی شاعری ان کے اعلیٰ وارفع معمولات کا ایک ہلکا پھلکا روپ ہے ان کی شاعری کے علاوہ بھی کچھ ہے اس شاعری سے کچھ لینے کے لئے حضرت اکرم صاحب کے پاس کچھ دیر بیٹھنا بہت ضروری ہے پھر پڑھنے والوں کو ایک اور ہی لطف آئے گا۔''

غزل

مرنے والوں سے کوئی یہ بھی کہے
مر کے جینا بھی تو مشکل کام ہے

جسم و جاں، عقل و خرد، قلب ونظر
پاس جو کچھ ہے تمہارے نام ہے

تو نے کیا رُخ سے اٹھایا ہے نقاب
ہر گلی میں کیسا جشنِ عام ہے

مانگ تیری جستجو اور آرزو
حال دل کا کیسا کیسا نام ہے

کون جانے کیسے جل بجھتا ہے دل
یہ تو سب اک جذبہ بے نام ہے

راستہ لمبا ہے منزل دور ہے
شوق تیرا تیز تر از گام ہے

مرزا، رانجھا، قیس اور فرہاد دیکھ
یہ نہ کہنا تو ہی کیوں ناکام ہے

تھا مہینوال اس نگر میں بے اماں
عشق کا شاید یہی انجام ہے

ہار کر جیتا ہے جو جیتا یہاں
ہارنا دل کا نرالا کام ہے

تم کہو سیماب جی شاید سنے
نام اپنا تو بہت بدنام ہے

''کون سی ایسی بات ہوئی ہے'' سے اقتباس

اقوالِ شیخ

☆ مقبولیت کا معیار صرف ایک ہے۔ دل میں خلوص ہو اور کردار میں رسول اللہ ﷺ کا اتباع ہو۔

☆ جو کچھ اللہ کریم کی طرف سے آئے اس پر خوش رہنا سیکھیں۔ تکلیف پر رنج نہ کریں۔

☆ چوٹ لگتی ہے تو درد تو ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ سے شکوہ پیدا نہ ہو بلکہ سمجھ لے کہ مجھ سے ہی کوئی خطا ہوئی ہے۔ جو مصیبت آئی ہے اللہ اسے میری خطاؤں کے ازالے کا ذریعہ بنادے اور معاف فرمادے۔

☆ فساد کیا ہے؟ ہر وہ کام فساد ہے جو دین کے خلاف ہے۔

☆ فساد متعدی ہوتا ہے۔ بے شمار مخلوق کو متاثر کرتا ہے۔

☆ ہر گناہ کا ایک اثر اپنی ذات پر ہوتا ہے۔ اس سے قلب اور روح پر تاریکی چھا جاتی ہے، دوسرا اثر ماحول پر ہوتا ہے، لوگوں کا نقصان ہوتا ہے اور تیسرا اثر فضائے بسیط میں پھیل جاتا ہے۔

☆ اہل مغرب ایمان نہیں لائے، کردار اپنا لیا۔ مسلمانوں نے ایمان کا دعویٰ کر دیا اور کردار چھوڑ دیا تو نتائج کردار کے مطابق نکل آئے۔

☆ تقویٰ کا اصل مفہوم وہ کیفیت ہے جو قلب اطہر رسول اللہ ﷺ سے بٹتی ہے۔

☆ حصول قرب الٰہی کی استعداد بڑھانے کے دو کام ضروری ہیں۔ عمل سنت کے مطابق ہو اور اس میں خلوص ہو۔ سنت پر دل سے عمل کرے۔

> ذکر قلبی نصیب ہو جائے تو اتباع شریعت سے ہٹنا محال ہو جاتا ہے۔ جس طرح پیاس لگتی ہے پانی کیلئے، بھوک لگتی ہے کھانے کیلئے اسی طرح وجود میں اطاعت الٰہی کی طلب پیدا ہو جاتی ہے
>
> شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

طریقہ ذکر

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ

مکمل یکسوئی اور توجہ کے ساتھ ہر سانس کی آمد و رفت پر اس طرح گرفت ہو کہ ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ قلب پر لگے۔ دوسرے لطیفے کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ دوسرے لطیفے پر لگے۔ اسی طرح تیسرے چوتھے اور پانچویں لطیفہ کو کرتے وقت ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ اس لطیفہ پر لگے جو کیا جا رہا ہو۔ دیئے گئے نقشے میں انسان کے سینے، ماتھے اور سر پر لطائف کے مقامات بتائے گئے ہیں جن کا خیال کر کے ذکر کیا جاتا ہے۔

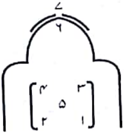

چھٹے لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کا شعلہ پیشانی سے نکلے۔

ساتویں لطیفہ کو کرنے کا طریقہ

ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' دل کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کا شعلہ پورے بدن کے ایک ایک مسام اور خلیہ سے باہر نکلے۔

ساتویں لطیفہ کے بعد پھر پہلا لطیفہ کیا جاتا ہے جس کا طریقہ سب سے پہلے بیان ہوا ہے۔ ذکر کے دوران سانس تیزی اور قوت سے لیا جائے اور ساتھ ہی جسم کی حرکت جو سانس کے تیز عمل کے ساتھ خود بخود شروع ہو جاتی ہے۔ پورا خیال رہے کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو۔ توجہ قلب پر مرکوز اور ذکر کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔

رابطہ: ساتوں لطائف کے بعد رابطہ کیا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے۔ ساتویں لطیفہ کے بعد پہلا لطیفہ کیا جاتا ہے اور پھر رابطہ کے لئے سانس کی رفتار کو طبعی انداز پر لا کر ہر داخل ہونے والی سانس کے ساتھ اسم ذات ''اللہ'' قلب کی گہرائیوں میں اترتا چلا جائے اور ہر خارج ہونے والی سانس کے ساتھ ''ھو'' کی چوٹ عرش عظیم سے جا ٹکرائے۔

قرآن کریم کے ترجمے "اکرم التراجم" کی تقریب رونمائی

18-12-2011

سید انور علی شاہ (راولپنڈی)

مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کے اردو زبان میں قرآن کے ترجمہ ''اکرم التراجم'' کی تقریب رونمائی مورخہ 18 دسمبر 2011ء بروز اتوار نیشنل کنونشن سنٹر ہال' اسلام آباد میں منعقد ہوئی جس میں کثیر تعداد میں علماء اور سکالر حضرات' سیاسی اور سماجی عمائدین' متوسلین سلسلہِ نقشبندیہ اویسیہ' تنظیم الاخوان کے کارکنان کے علاوہ ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے بھرپور انداز سے شرکت کی۔ تقریب کا آغاز نماز ظہر کے فوراً بعد طے تھا مگر حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کے افکار و ارشادات سے مستفیض ہونے کے لئے دور دراز سے آنے والے ہزاروں کی تعداد میں لوگ کنونشن سنٹر کے وسیع و عریض لان میں صبح سے ہی جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ تقریب شروع ہونے سے بیشتر ہی کنونشن ہال سامعین سے بھر چکا تھا اور ہال میں تل دھرنے کی جگہ بھی نہ تھی۔ بے شمار سامعین کو جگہ کی تنگی کے باعث کھڑے ہو کر تقاریر سننا پڑیں۔ تقریب کا آغاز نماز ظہر کے فوراً بعد ہوا۔

مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کی علمی اور روحانی کاوشوں کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے مقررین نے سامعین کو بتایا کہ حضرت مولانا محمد اکرم اعوان ایک اعلیٰ پائے کے مفسر قرآن ہیں۔ آپ نے تفسیر ''اسرار التنزیل'' اس انداز سے لکھی کہ پیغام الٰہی آپ کے دل کی گہرائیوں تک پہنچ جائے' سوئے ہوئے دلوں کو جگا دے' ایک ہلچل مچا دے' ایک وجدانی کیفیت پیدا کر کے دل میں محبت الٰہی کی ایسی تڑپ پیدا کرے کہ ہر دھڑکن میں اللہ کی خوشنودی مقصود بن جائے۔ اس تفسیر میں آپ نے مسائل تصوف کو قرآن مجید کی روشنی میں نہایت سہل انداز میں پیش کیا ہے۔ اپنی بیانیہ تفسیر ''اکرم التفاسیر'' میں آپ نے قرآنی علوم کو ایک عام آدمی کے لئے سمجھنا انتہائی آسان بنا دیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کا پنجابی میں درس قرآن عوامی سطح پر بہت مقبول ہوا۔ تقریب کے شرکاء کو بتایا گیا کہ حضرت مولانا محمد اکرم اعوان اعلیٰ پائے کے مصنف بھی ہیں۔ آپ کی کتب غبارِ راہ' ارشاد السالکین' لطائف اور تزکیہ نفس' کنز الطالبین' رموزِ دل' کنوز دل' طریق نسبت اویسیہ' تعلیمات و برکات نبوت اور دوسری بے شمار کتب اصل اسلامی تصوف پیش کرنے کے ساتھ ساتھ قلوب کی سرزمین میں انقلاب برپا کرنے کا سبب بن رہی ہیں۔

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان بین الاقوامی مبلغ ہیں۔ دین کی ترویج کے لئے دنیا بھر کا سفر کر چکے ہیں اور ہر جگہ آپ کا حلقہ ارادت موجود ہے۔ آپ نے ایک رفاہی ادارہ ''الفلاح فاؤنڈیشن'' کے نام سے قائم کیا جس کے آپ سرپرست اعلیٰ ہیں۔ یہ ادارہ شمالی علاقہ جات اور ملک کے دور دراز علاقوں کے حاجت مندوں کی ضروریات کی کفالت کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہے۔ ''صقارہ نظام تعلیم'' کے آپ بانی ہیں جسکے تحت لاہور میں سائنس کالج' صقارہ گرلز کالج' منارہ' ضلع چکوال میں انٹرمیڈیٹ کالج اور صقارہ

اکیڈمی کام کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کم وبیش پچیس برس اپنے شیخ مجدد طریقت، قلزم فیض، بحر العلوم، حامل قرب عبدیت حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمتہ اللہ علیہ کے زیر تربیت رہے۔ 1984ء میں اپنے شیخ کی وفات کے بعد بطور شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ برکاتِ نبوی ﷺ کی ترسیل اور قلوب کی زمین میں حب الٰہی اور اتباعِ رسالت مآب ﷺ کا بیج بو کر سالکین کی روحانی پیاس بجھا رہے ہیں۔ آپ اپنے شیخ کے مشن کو نہ صرف جاری وساری رکھے ہوئے ہیں بلکہ انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے سالکین کے قلوب کو ذکر الٰہی سے منور کر رہے ہیں۔ دارالعرفان، منارہ میں آج یہی کام ہو رہا ہے۔ یہاں ذکر خفی سکھایا جاتا ہے جو اخروی لحات کے لئے سکہ رائج الوقت کی حیثیت رکھتا ہے۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر پروفیسر ضیاء الحق نے اسی اعتبار سے "اکرم التراجم" کا جائزہ پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک اچھے ترجمہ میں دو خوبیوں کا ہونا ضروری ہے۔ پہلی خوبی یہ ہے کہ مترجم کو اصل Text سے پورے طور پر وفاداری ہو۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ترجمہ میں نہ تو اپنی طرف سے کوئی اضافہ کرنا چاہیے اور نہ ہی اصل عبارت سے ترجمہ کرتے ہوئے کوئی حصہ حذف کرنا چاہیے۔ ترجمہ کی دوسری خوبی بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کسی زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے تسلسل اور روانی کو اس طرح برقرار رکھنا چاہیے کہ قاری کو یہ احساس تک نہ ہونے پائے کہ وہ ترجمہ پڑھ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ فنی اعتبار سے دیکھا جائے تو "اکرم التراجم" اس کڑے معیار پر پورا اترتا ہے۔ جس کے لئے میں حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا، قرآن مجید کا ترجمہ کرتے ہوئے بعض انتہائی نازک مقامات پر ادب واحترام کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ نے ان مقامات پر ادب اور محبت کے تمام تقاضوں کو پورا کیا ہے۔

آخر میں شیخ المکرّم حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ نے سامعین سے خطاب فرمایا۔

تقریب رونمائی سے شیخ المکرّم کا خطاب

الحمد للہ اللہ کریم نے ہمیں اس نیک تقریب میں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ جہاں تک قرآن کریم کے تراجم کا تعلق ہے تو پہلی صدی میں ہی جب قرآن کریم روئے زمین پر اور اقوام عالم میں پھیلا تو مختلف قوموں کے لئے، مختلف ملکوں کے لئے مختلف زبانوں میں تراجم بھی شروع ہو گئے۔ جیسا ڈاکٹر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ ترجمہ مشکل ترین کام ہے اور جو بات اصل ٹیکسٹ میں کہی گئی ہے اس کا صحیح ترین مفہوم میں یہ نہیں سمجھتا کہ ہو بہو وہ ساری بات ترجمے میں نقل کی جا سکتی ہے۔ کم از کم قرآن حکیم میں ایسا ممکن نہیں ہے کہ عربی متن اللہ کا کلام ہے۔ ترجمہ آپ کسی بھی زبان میں کریں گے وہ کلام بندے کا ہوگا لہٰذا ہو بہو اسی فصاحت و بلاغت، اسی کمال، اسی روانی اور اسی کمال ادب کو منتقل کرنا یہ ممکن نہیں ہے۔ ہاں! یہ ممکن ہے کہ اچھا ترجمہ وہ ہے جو بندے کو قریب ترین مفہوم سے آشنا کر سکے۔ اردو زبان کی عمر سات سے آٹھ سو سال کے درمیان ہے۔ ان سات ساڑھے سات سو سالوں میں اردو میں پچاس کے قریب تراجم لکھے گئے۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ پانچ صدیوں میں برصغیر میں بسنے والی مخلوق میں پچاس ایسی نامور ہستیاں پیدا ہوئیں جنہوں نے قرآن کریم کا اردو ترجمہ کیا۔ مرور زمانہ سے کچھ الفاظ متروک ہو گئے کچھ ترکیبات متروک ہو گئیں کچھ الفاظ سرے سے بدل گئے کچھ مفاہیم بدل گئے اور زبان روز بروز

تبدیل ہوتی رہی اور یوں آج جس وقت ہم بات کر رہے ہیں۔ آج ہمارے پاس زیادہ سے زیادہ چھ یا سات تراجم مارکیٹ میں موجود ہیں جن تک لوگوں کی رسائی ہے۔ پچاس آج نہیں ملتے وقت کے ساتھ ساتھ معدوم ہوتے گئے۔ جو سات ترجمے آج ہیں آپ یہ اندازہ کیجئے کہ ان آٹھ صدیوں میں کتنے بزرگان دین، کتنے عالم، کتنی متبرک ہستیاں، کتنے متبرک لوگ، کتنے فنون کو جاننے والے لوگ تھے تو کیا ان میں صرف سات آدمی اسی سعادت سے بہرہ ور ہو سکے؟ یہ کتنا انتہائی مشکل کام ہے۔ ان سات میں بھی آج شاید ضرورت تبدیلی کی تھی یا اللہ کو منظور تھا کہ آج زبان پھر بہت سی کروٹیں لے چکی ہے۔ ہمارے ماحول میں تبدیلی تبدیلی کی بات ہوتی رہتی ہے۔ تبدیلی نہ آپ کے بس میں ہے نہ میرے بس میں ہے اس کائنات کا مزاج ہے۔

سکون محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

تبدیلی لمحہ لمحہ ہوتی رہتی ہے۔ بچہ ہوتا ہے تبدیل ہوتا ہے، لڑکا بنتا ہے۔ تبدیل ہوتا ہے، جوان بنتا ہے۔ تبدیلی آتی ہے، بوڑھا ہو جاتا ہے۔ تبدیلی آتی ہے، پیر فرتوت ہو جاتا ہے۔ تبدیلی آتی ہے گور میں چلا جاتا ہے۔ یہی ایک تسلسل ہے تبدیلی کا جو فطرت کی طرف سے چل رہا ہے۔ زبان بھی اس کی زد میں آتی ہے زبانیں بھی اس سے متاثر ہوتی ہیں، ادب بھی متاثر ہوتا ہے تو زبانوں میں تبدیلی آتے آتے کچھ اصطلاحات تبدیل ہو گئیں کچھ الفاظ متروک ہو گئے کچھ مشکل نظر آئے عام فہم نہ رہے۔ اللہ کریم کو یہ منظور تھا۔ میں ایک عام سا دیہاتی ہوں کاشتکار اور بالکل علم سے ناآشنا سا آدمی ہوں میری کوئی علمی حیثیت نہیں۔ اللہ کو منظور تھا۔ آج جو تراجم ہمارے پاس تھے بعض میں لفظی ترجمہ ہے اس میں عام آدمی کے لئے اس کا محاورہ بنانا مشکل ہو جاتا ہے۔ کچھ تراجم بامحاورہ ہیں جن میں عام آدمی کو یہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ جو لفظ ہے یہ کون سے لفظ کا ترجمہ ہے کس لفظ سے یہ لفظ لیا گیا یہ مشکل ہو جاتا ہے پھر ربط نہیں رہتا یہ بڑا مشکل کام ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ ہو یا تفسیر تو الگ سے بتانا پڑتا ہے۔ کہ اس کا پچھلی آیت سے یہ ربط ہے۔ یہ الگ سے حاشیے پہ لکھا جاتا ہے چونکہ ربط رکھنا ہوتا ہے اس لئے تفسیر میں بھی اس کا اہتمام کیا جاتا ہے قرآن کی زبان نہ صرف عربی مبین ہے بلکہ اللہ کی زبان ہے۔ عرب اتنے ماہر تھے زبان دانی میں کہ وہ اپنے علاوہ پوری دنیا کو عجم یعنی گونگوں کا جہان کہتے تھے انہیں دعوت دی گئی۔ قرآن نے چیلنج کیا کہ اس جیسا ایک جملہ بنا کے لاؤ اور آج تک دنیا کے سامنے یہ چیلنج موجود ہے۔ کوئی نہیں بنا سکا۔ اب ہو بہو اس کو نقل کرنا تو ممکن نہ تھا لیکن یہ کوشش کہ ترجمہ بامحاورہ بھی ہو اس محاورے میں الفاظ کی سمجھ بھی آئے کہ یہ لفظ فلاں لفظ کا ترجمہ ہے اور تیسری بات یہ کہ بتانا نہ پڑے کہ اس کا ربط کیا ہے از خود بنتا چلا جائے یہ محض خداداد صلاحیت سے ممکن ہے ورنہ یہ ممکن نہیں الحمدللہ اس کا جو اجر ہے اللہ پاک سب مسلمانوں کو دے لیکن زیادہ کریڈٹ رحمت اللہ ملک کو جاتا ہے اس نے مجھ سے اصرار کیا کہ آپ پہلے اور تیسویں پارے کا ترجمہ کر دیجئے۔ چونکہ یہ ہمارے ہائی سکول کی کلاسز کے نصاب میں ہے اور بچوں کو ترجمے سمجھ نہیں آتے میں نے کہا یار یہ بہت مشکل کام ہے۔ صدیوں میں کوئی لوگ ہوتے ہیں جو ترجمہ کرتے ہیں تم یہ میرے ذمہ کیوں ڈال رہے ہو ان کے اصرار سے اور اللہ نے توفیق بخشی میں نے پہلے اور تیسویں پارے کا ترجمہ کیا اور وہ چھپ۔ گیا پھر بچوں میں تقسیم ہوا۔ مقبول عام ہوا لوگوں نے کہا سمجھ آتی ہے۔ اللہ کریم نے توفیق دی میں نے کہا بسم اللہ کرتے ہیں سارا ہی لکھیں۔ الحمدللہ آج آپ کے ہاتھوں میں ہے چھپ کر آ گیا۔ اگر اس میں کوئی کمال ہے تو یہ اللہ کی عطا ہے اگر کوئی خدانخواستہ کوتاہی یا غلطی ہے تو وہ میری طرف سے ہے اللہ

مجھے معاف کرے۔ یاد رکھیں قرآن کریم ایک پیغام ہے اللہ کا اپنے بندوں کے نام۔ آپ کو اپنے کسی عزیز کسی چاہنے والے کی چٹھی آتی ہے کبھی آپ نے بغیر سمجھے رکھی ہے؟ ان پڑھ کو بھی مل جائے تو کسی پڑھے لکھے کی تلاش میں بیقرار ہو جاتا ہے کہ وہ مجھے چٹھی کا مضمون تو سمجھائے کہ اس میں ہے کیا اور اللہ کا پیغام ہو، اللہ کی چٹھی ہو، لانے والے محمد رسول اللہ ﷺ ہوں امام الانبیا ﷺ ....''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' وہ ہستی ہم تک پیغام پہنچائے اور ہم اسے سمجھنے کی کوشش نہ کریں تو میرے خیال میں ہماری اس سے بڑی محرومی اور کوئی نہیں۔ ہمارا ہر مسلمان کا پہلا حق یہ ہے کہ قرآن کے لفظ لفظ کو سمجھنے کی کوشش کریں اور قران میں یہ وعدہ کیا ہے اللہ نے کہ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ الذکر (القمر:22) ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن کو سہل کر دیا۔ قرآن حکیم ادبی مقام میں اس مقام پر ہے کہ اس کا کوئی ثانی نہیں۔ لغت کے اعتبار سے ان بلندیوں پر ہے کہ کوئی اسے چھو نہیں سکتا جملوں اور فقروں کے ساتھ الفاظ کے انتخاب اور چناؤ میں اس اعتبار سے ہے کہ یکتا اور بے مثل ہے لیکن کوئی سمجھنا چاہے تو وہ قادر مطلق ہی فرماتا ہے کہ میں نے سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہر مسلمان پر یہ واجب ہے کہ قران کو سمجھے خود پڑھنا نہیں جانتا تو وسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون (النحل:43) پڑھے لکھوں سے جا کر پوچھو لیکن پوچھو ضرور کہ اس میں لکھا کیا ہے؟

میرے بھائی ہم تبدیلی کی بات کرتے ہیں تو تبدیلی دو طرح سے ہوتی ہے۔ مثبت یا منفی میرے پڑھے لکھے دوستوں کو تشریف لانا تھا یہاں وہ اس لئے نہیں آئے کہ اس بندے کا اعتبار نہیں ہے پتہ نہیں وہاں کیا کہہ دے۔ یار میں ایسا خطرناک آدمی نہیں ہوں ہاں ایک بات ایک گناہ ہے مجھ میں

رپٹ جا جا کے لکھوائی ہے رقیبوں نے یہ تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

یہ میری کمزوری ہے کہ میں سیدھی اور کھری بات کر جاتا ہوں اور دین کے حق میں کر جاتا ہوں کسی کو پسند آئے یا نہ آئے تو میرے بڑے پڑھے لکھے، بڑے بڑے عزیز دوست جنہوں نے یہاں آنا تھا وہ نہیں آئے کہ پتہ نہیں یہ کیا کہہ دے کہنے سے تو میں نہیں رہوں گا لیکن کہوں گا وہی جو اللہ کی پسند کا ہو اور اللہ کی مخلوق کے بھی بھلے کا ہو۔ میرے بھائی تبدیلی ضرور آئے لیکن تبدیلی دو طرح سے ہوتی ہے ایک ترقی معکوس ہوتی ہے کہ اس حال سے جس پہ آپ کھڑے ہیں اس سے بھی نیچے چلے جائیں ایک تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ آپ جس حال میں ہیں اس سے بہتر حال میں چلے جائیں یہ بھی تبدیلی ہوتی ہے میری بات اتنی سی ہے کہ تبدیلی کی طرف ضرور جائیے لیکن اللہ کے پیغام کو سمجھ کر کہ مثبت تبدیلی کی طرف اللہ کریم آپ کو لے جائے جس میں اللہ کی مخلوق کا بھلا ہو آپ کا بھلا ہو اس ملک کا بھلا ہو اور آپ اس ملک کو ایک ایسی روشن مثال بنائیں کہ انسانیت کو اس سے بھلائی نصیب ہو۔ آج تو دنیا گلوبل ویلج بن گئی ہے۔ میرے دوستو یاد کرو اس زمانے کو جب قرآن کا نزول ہو رہا تھا۔ مکہ کی سرزمین تھی۔ قبائلی راج تھا۔ طاقتور کی حکومت تھی۔ مار دینا یا چھوڑ دینا یہ ان کی مرضی پہ موقوف تھا۔ وہ بتوں کے پجاری اور مشرک تھے۔ شرک میں مبتلا تھے۔ مکی سورتوں کو الگ کر لیجئے جتنا قرآن کریم جو مکہ مکرمہ میں نازل ہوا اس سارے کو دیکھ جائیے وہ بات ہی عقیدے کی کرتا ہے بتوں کے باطل ہونے کی کرتا ہے اللہ کی توحید کی کرتا ہے اور مشرکین کے سامنے کرتا ہے اس قران کو بیان کرنا یہ کام صرف محمد رسول اللہ ﷺ کا تھا کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ مکے کے اس ماحول میں آپ تاریخ میں دیکھئے اس ماحول کو اس منظر کو آنکھوں کے سامنے لائیے پھر یکتا و تنہا اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھئے صرف اللہ کی ذات انؐ کے ساتھ ہے اور اس بوڑھے آسمان نے بھی

دیکھا ہے کہ جب اس روئے زمین پر صرف ایک محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کا نام لے رہا ہو۔ پھر آپ ؐ کے ساتھ ایک سے دو۔ دو سے چار۔ چار سے دس اور بڑھتے گئے۔ آپ ﷺ کے جانثار شہید ہوئے۔ آپ ﷺ کو سفر ہجرت پہ مجبور ہونا پڑا پھر کفر کی طاقتوں نے بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ بدر واحد ہوا، خندق ہوا، مدینہ منورہ پر حملے کی کوشش کی گئی کہ سب کچھ مٹا دیا جائے لیکن وہ حق کی آواز کو خاموش تو کیا کرتے اسے پھیلنے سے نہ روک سکے اور تئیس برس مسلسل نبی کریم ﷺ نے جس قران کا ایک ایک لفظ عام آدمی تک پہنچانے کے لئے وہ وہ مصیبتیں اٹھائیں جن کو آپ سن کر برداشت بھی نہ کر پائیں۔ تو کیوں آج ہم نے اسے سمجھنا چھوڑ دیا؟ اگر آج ہم قرآن کو نہیں سمجھیں گے تو میں نہیں سمجھتا کہ ہم کوئی مثبت تبدیلی لا سکتے ہیں۔

ہمارے ہاں ایک جھگڑا چل رہا ہے اسلام نافذ ہو، جمہوریت ہو۔ کوئی ایسا ماحول بنا دیا گیا ہے جیسے اسلام اور جمہوریت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ میرے بھائیو تاریخ کا مطالعہ فرماؤ یہ جمہوریت ہے کیا۔ انسان کو آواز دی، اسلام نے۔ بندے کو بولنے کا حق دیا، اسلام نے۔ خواتین کو حقوق دیئے، اسلام نے۔ کافر کو تحفظ دیا اس کی جان مال آبرو کا، اسلام نے۔ عین میدان جنگ میں جنگ نہ کرنے والوں کو تحفظ دیا، اسلام نے۔ اسلام نے دنیا کو جمہوریت دی، جمہوریت کہتے کسے ہیں؟ جمہوریت کہتے ہیں جس شعبے کی بات ہو رہی ہو اس شعبے کی اکثریت جس بات پہ متفق ہو جائے وہ جمہوریت ہوتی ہے۔ جمہوریت بھیڑوں کے گلے کو نہیں کہتے۔ کہ آپ بھیڑ بکریاں جمع کر کے گننا شروع کر دیں اور کہہ دیں کہ اس طرف ہزار بھیڑ بکری ہے اور اس طرف تو دو پڑھے لکھے آدمی ہیں تو اس طرف تو جمہوریت ہے۔ یہ جمہوریت نہیں ہے۔ جس شعبے کی بات ہو رہی ہے اس شعبے کے جو لوگ ہیں مثلاً فقہ کی بات ہے تو فقہ کے لوگوں کی اکثریت جمہوریت ہے۔ تفسیر کی بات ہے تو مفسرین کی اکثریت جمہوریت ہے۔ ترجمہ کی بات ہے تو مترجمین کی اکثریت جو ہے زبان دانوں کی جو اکثریت ہے وہ جمہوریت ہے، سیاست کی بات ہے تو سیاست کے لوگوں کی اکثریت جمہوریت ہے اور اگر بات انجینئرز کی ہے تو انجینئرز کی اکثریت کی بات جمہوریت ہے۔ میڈیکل کی بات ہے تو میڈیکل سائنس کے جاننے والوں کی جو اکثریت ہے وہ جمہور کی رائے ہے اور اسلام کا طریقہ کار یہ ہے کہ اس شعبے کے جاننے والے لوگوں سے رائے لی جائے پھر اس رائے کو عوام کے سامنے پیش کیا جائے اور اس کی عوامی تائید حاصل کی جائے جو طریقہ خلافت راشدہ کے انتخاب کا تھا اور میں اعلان کر رہا ہوں کہ آج امریکہ، جسے صبح شام گالی دینا ہم نے اپنے وظائف میں شامل کر رکھا ہے امریکہ کا نظام اسلامی نظام انتخاب کے قریب تر ہے۔ اور میں یہ کہا کرتا ہوں کہ لوگو نفاذ اسلام کی تحریکیں ہم بھی چلا رہے ہیں۔ اس کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن سارا اسلام آپ سے نافذ نہیں ہوتا اللہ ہم کو معاف کرے نہ کرو اتنا اسلام تو اپنا لو جتنا غیر مسلموں نے اپنا رکھا ہے۔ ان کے تجارتی اصول دیکھو، ان کے سیاست کا طریق کار دیکھو، ان کا انداز حکمرانی دیکھو، ان کا عوام کے حقوق پہچاننا دیکھو، ان کی ویلفیئر سٹیٹس کا نظام دیکھو آج بھی برطانیہ کے فلاحی سسٹم کو خود برطانوی the Omar's Law کہتے ہیں تو میری گذارش صرف اتنی ہے کہ سارا اسلام نافذ نہیں کر سکتے۔ نہ کرو اتنا تو کرو جتنا غیر مسلموں نے اپنا رکھا ہے اس میں کیا مشکل ہے لوگو! دوسروں کو زندہ رہنے کی جگہ دو گے تو تمہیں زندگی نصیب ہو گی، دوسرے کا گھر آباد دیکھنا پسند کرو گے تو تمہارا گھر آباد ہو گا، دوسرے کو انصاف فراہم کرو گے تو تمہیں انصاف ملے گا، اگر دوسرے کی زندگی اور اس کے وسائل چھینو گے تو تمہارے وسائل چھن جائیں گے، دوسرے کی آبرو لوٹو گے تمہاری آبرو لٹ جائے گی، یہ قدرت کا نظام ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا اور یہ ایسے ہی چل کر ہمارے پاس آیا ہے۔

ہمارے سامنے تاریخ کے اوراق کھلے ہوئے ہیں ہم اپنی تاریخ پینسٹھ برسوں کی تاریخ، سے سبق حاصل نہیں کر سکتے جو انگریز نے ایک نظام بنایا Slavery System غلاموں کے لئے نظام بنایا گیا آقاؤں کی طرف سے تھا پینسٹھ برسوں سے پوری قوم باہم دست و گریباں رہی، لڑلڑ کر ملک دولخت ہو گیا اور آج تک ہم اس نظام کی اصلاح تو کیا کرتے ہم اسے اس حال سے بھی نیچے لے گئے جو غیر ملکی طاقتوں نے ہم پر بنا رکھا تھا۔ کیا پوری قوم بانجھ ہوگئی ہے اس میں کوئی دانشور نہیں رہا کیا ہماری پوری قوم اپنے نظام سے اتنی دور چلی گئی ہے جبکہ اس کے حل کا نسخہ، سب سے بڑا نسخہ ہمارا قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم کی تفسیر وہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمائی قرآن کریم کی تفسیر وہ ہے جس پر صحابہ کرامؓ نے عمل کیا قرآن کریم کی تفسیر وہ ہے جو حضور ﷺ نے فرمائی اور صحابہ کرامؓ نے عمل کیا حضورؐ نے دیکھا اور اس کی تصدیق فرمائی کہ تم نے صحیح سمجھا ہے۔ ہم تو ایک عام آدمی ہیں اللہ نے ہم سے یہ کام لے لیا کہ ہم نے عربی زبان سے اسے اردو میں منتقل کر دیا اُردو پڑھنے والوں کے لئے لیکن اس امید پر کہ میری بہنیں میرے بھائی مسلمان اس کو سمجھیں اس کو پڑھیں بلکہ میری دعوت ہے غیر مسلموں کو بھی، کہ پڑھنے میں تو کوئی حرج نہیں اللہ کی کتاب ہے پڑھ کے دیکھو اس میں کیا کمال تمہیں نظر آتا ہے۔ کون سی بات تمہیں پسند آتی ہے پکڑو تو اپنا لو۔ لوگو صرف تقریر کی جلسے کی واہ واہ نہیں ہے۔ ہمارا نظام تعلیم ایسا تھا انگریز نے جو بنایا کالونیل سسٹم تھا اس میں سب سے بنیادی بات نصاب تعلیم تھا دنیا کی اقوام عالم کی تاریخ دیکھ لو ہر ملک کی تاریخ میں جو نصاب تعلیم ہوتا ہے اس کی بنیاد جو بچے کو سکھائی جاتی ہے وہ یہ ہوتی ہے کہ تم کون ہو؟ کس قوم سے متعلق ہو؟ تمہارا ماضی کیا ہے؟ تمہاری تہذیب کیا ہے اور تمہیں کس بات پہ فخر کرنا چاہیے اور کس بات کو تم نے زندگی میں ثابت کرنا ہے؟ یہ بنیاد ہوتی ہے نصاب تعلیم کی۔ ہمارے نصاب تعلیم میں مسلمانوں کی یہ بنیاد سرے سے غائب ہے۔ وہ ا-ب-ج ABC سکھاتا ہے یہ نہیں بتاتا تم کون ہو اور یہی بات ہے کہ اکبر الٰہ آبادی نے کہا تھا۔

انگریز کی تعلیم نے رکھا نہ کہیں کا
مذہب کا نہ ملت کا نہ دنیا کا نہ دین کا

لیکن کتنے دکھ کی بات ہے کہ پینسٹھ برسوں کی آزادی کے بعد ابھی تک ہم اس کی اصلاح کیا کرتے ہم اس نظام کو قائم نہ رکھ سکے جو انگریز نے بنایا تھا۔ اور ہمارا ایجوکیشن سسٹم اس سے نیچے چلا گیا اور آج بچے رزلٹ کارڈ کے لئے جلوس نکالتے پھرتے ہیں اور بورڈ بلڈنگیں جلاتے پھرتے ہیں۔ یار ہم کیا قوم ہیں ہم کہاں جا رہے ہیں۔ خدا کے لئے یہ ماؤ شا کو مارنا چھوڑ دو یہ کس کا منشور ہے کہ جو بندہ سٹیج پہ آتا ہے وہ کہتا ہے وہ بھی چور وہ بھی چور اور آپ اگر چور نہیں ہیں تو آپ کریں گے کیا؟ آپ اپنی کارکردگی بتایئے وہ کوئی نہیں بتاتا میں کیا کروں یعنی شور صرف تبدیلی کا ہو رہا ہے اور تبدیلی صرف اقتدار کی تبدیلی ہوتی ہے۔ اس سے کیا ہوتا ہے تبدیلی تو حالات کی تبدیلی ہوتی ہے جو کچھ ہو رہا ہے اگر وہ اچھا ہے بھی تو اسے بہت اچھا کرنا تبدیلی ہے اور خراب ہے تو اسے اچھا کرنا تو بہت ضروری ہے۔ لیکن یہ بات کم از کم میں نے نہیں سنی۔ لوگو! بھاگو نہیں تبدیلی کے پیچھے اور میں آپ کو روکتا بھی نہیں کہ آپ رک بھی نہیں سکتے لیکن یہ ضرور دیکھ لینا کہ تبدیلی مثبت ہو۔ اس کا طریق کار کیا ہوگا؟ کیا چیز تبدیل ہو کر کیا بنے گی؟ ہمارا مالی نظام جو ہے اور معاشی نظام جو ہے وہ اگر تبدیل ہوگا تو کیا بنے گا، ہمارا تعلیمی نظام کیسے تبدیل ہوگا وہ کیا بنے گا، ہمارا عدالتی نظام پینسٹھ برسوں میں تبدیل نہیں ہو سکا انگریز نے بنایا تھا ایک Lengthy Procedure کہ بندہ عدالتوں میں چل چل کر مر جائے اور دیوانی مقدمہ دائر کر دیں تیسری نسل میں جا کر فیصلہ ہوتا ہے یار آج

تک ہم اس کی اصلاح نہیں کر سکے۔ ہمارے فوجداری مقدمات انگریز نے بنا دیئے تھے۔ ابتدائی تفتیش پولیس تفتیش کرنے میں دو سال لے جاتی ہے جب عدالت میں آتی ہے تو اٹھا کر پھینک دیتے ہیں کہ یہ فائل تو بے کار ہے پولیس کی ہے اب پھر سے شہادتیں شروع کرو۔ بھئی بے کار ہے تو کرتے کیوں ہو کوئی نہیں پوچھتا دو سال کس بات پہ ضائع کر دیئے تو کیوں کرتے ہو؟ اللہ قائم رکھے ان ممالک کو جن میں یہ نظام شریعت نافذ ہے ..ں نے عرب میں دیکھا ہے وہاں قتل ہو جائے تو مجسٹریٹ موقع پہ جاتا ہے موقع کے لوگوں کو اکٹھا کر کے شہادتیں لے لیتا ہے ایک مہینہ ڈیڑھ میں فیصلہ ہو جاتا ہے کوئی Lengthy پروسیجر نہیں ہے۔ ایک ڈیڑھ مہینہ ملتا ہے اپیل کے لئے اس کے بعد اس پر عمل درآمد بھی ہو جاتا ہے ہم کیوں نہیں کر سکتے شائد ہم اس لئے نہیں کر سکتے کہ ہم اپنے آپ سے آشنا نہیں ہیں اور ہمارا تعارف ہے کیا؟ ہمارا تعارف اللہ کا قرآن ہے۔ قرآن جو کرنے کو کہتا ہے وہ ہمیں کرنا ہے جس سے روکتا ہے اس سے ہمیں رکنا ہے جہاں بیٹھنے کا حکم دیتا ہے وہاں بیٹھنا ہے، جہاں کھڑے ہونے کا حکم دیتا ہے وہاں کھڑا ہونا ہے، جو سوچنے کا کہتا ہے اس کی فکر کرنی ہے، جسے بھولنے کو کہتا ہے اسے بھول جانا ہے۔ مسلمان کا تعارف قرآن ہے۔ اللہ کریم نے توفیق بخشی میں نے کوشش کی ہے کہ آیہ کریمہ کے قریب ترین مفہوم تک اپنے قاری کو لے جاؤں اور میرے خیال میں قرآن کریم کے معاملے میں اس سے زیادہ کرنا ممکن بھی نہیں ہے۔ اللہ کریم اسے قبول فرمائے اور آپ پڑھیں گے، آپ سمجھیں گے، آپ اس پر عمل کریں گے تو میں سمجھوں گا کہ اللہ کریم نے میری کوشش بارآور کی میں آپ کی کسی سیاسی جماعت کے حق میں ہوں اور نہ کسی سیاسی جماعت کے خلاف ہوں میں حکومت کے حق میں بات کرتا ہوں نہ کسی کے خلاف بات کرتا ہوں۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ کی ہے اور بندے سارے اس کے احکام کو نافذ کرنے کے پابند ہیں۔ جو بھی اور جتنا بھی کرے گا اللہ اسے اتنا اجر دے گا اتنی وہ فلاح پائے گا اور جو بھی جتنا اس سے دور جائے گا۔ اللہ کے نظام قدرت کے شکنجے میں آ جائے گا میں اس کی ٹانگ نہیں توڑوں گا وہ خود قادر ہے وہ اپنے نظام کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ یاد رکھو یہ مت بھولو کہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے لیا ہے ان نحن نزلنا الذکروان لہو لحفظون (الحجر:9) یہ قیامت تک رہے گا۔ مسلمانو! یاد رکھو یہ مت بھولو جو قران کو چھوڑ دے گا وہ مٹ جائے گا جو قرآن کے ساتھ رہے گا وہ باقی رہے گا۔ قران کو رہنا ہے دین کو رہنا ہے، اسلام کو رہنا ہے، نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ قیامت کب قائم ہوگی۔ فرمایا: حَتّٰی لَا یَقُوْلُ اَللّٰہ اَللّٰہ جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہے گا، جب دین نہیں رہے گا، جب قرآن نہیں رہے گا، تو کائنات مٹ جائے گی۔ اس کے بعد سورج طلوع نہیں ہوگا۔ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ سو قرآن رہے گا۔ حکومتیں آئیں گی، حکومتیں جائیں گی، افراد آئیں گے، افراد جائیں گے، قومیں بنیں گی، قومیں مٹیں گی، سلطنتیں بنیں گی، سلطنتیں مٹ جائیں گی۔ اللہ کا پیغام رہے گا جو بھی اللہ کے کلام کو تھام لے گا وہ باقی رہے گا۔ اس کا نام باقی رہے گا۔ اسے دنیا میں عزت نصیب ہوگی آخرت میں نصیب ہوگی، قبر میں ہوگی۔

میری گزارش یہ ہے کہ میں نے یہ کام کسی ناموری یا شہرت کے لئے نہیں کیا۔ میری دلی خواہش ہے کہ میرے مسلمان بھائی اسے سمجھیں، اس پر خلوص دل سے عمل کریں۔ میں آپ سے نہیں کہتا کہ آپ یہ بنیں اور یہ نہ بنیں میں کہتا ہوں وہ بنیں جو قرآن کہتا ہے۔ خود سمجھو، جاننے کی کوشش کرو، عمل کی کوشش کرو۔

اللہ مسلمانوں کے اس ملک کو ہمیشہ ہمیشہ قائم رکھے اور اس پر مسلمانوں کی عدل وانصاف کی حکومت قائم کرے۔ (آمین)

اس تقریب میں جن علماء اور صاحب ذوق حضرات نے شرکت فرمائی تھی ان میں سے بعض کے تاثرات موصول ہوئے ہیں جو قارئین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

شرکاء تقریب کے تاثرات

1۔ معروف مشیر انکم ٹیکس، جماعت اسلامی PP/7 راولپنڈی کے امیر۔ سابقہ امیدوار برائے قومی اسمبلی NA53 خواجہ محمد وقار خان

18 دسمبر کو کنونشن سنٹر اسلام آباد میں منعقدہ تقریب رونمائی ترجمہ قرآن حکیم، اکرم التراجم از مولانا محمد اکرم اعوان، شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ میں شرکت کی۔ اس موقع پر حضرت کا حق پر مبنی بیان سن کر شرکاء محفل کو عجیب روحانی کیف محسوس ہوا۔ حضرت کا بیان جو کہ مکمل توحید اور سنت کی پیروی کی طرف مخلوق کو مدعو کر رہا تھا۔ اور عالم اسلام کو اس کی اصل بنیاد جو کہ قرآن مجید ہے کی طرف لوٹ کر آنے کی دعوت دے رہا تھا۔ اور اسی واپسی کے سفر میں امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کو بحال کرنے کا واحد راستہ ہے۔ عہد حاضر میں حضرت کی خدمات بذریعہ تفسیر وتحریر اور قرآن مجید کا آسان ترجمہ انسانیت کے لئے مشعل راہ ہیں۔ رجوع الی اللہ اور سنت نبوی ﷺ سے جوڑنے والا ہی اصل میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے طریق پر ہے۔ وطن عزیز میں نفاذ اسلام کی اشد ضرورت ہے۔ علماء کو اکٹھا ہونے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے حضرت مولانا اکرم اعوان کی خدمات دینیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے گزارش کی کہ توحید کا علم لے کر آپ علماء کو اکٹھا کریں پھر آئین پاکستان میں مقرر کردہ طریقہ کے مطابق مثبت تبدیلی یعنی قران وسنت کے نظام کو اس ملک میں نافذ کرنے کی مشترکہ کاوش کی جائے۔ تاکہ ہم اس ملک میں ایک بابرکت اسلام نظام کی جھلک اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔

خواجہ محمد وقار خان

2۔ مولانا عتیق الرحمٰن شاہ صاحب، صوبائی صدر، جمعیت اہل حدیث اور امام وخطیب مرکزی مسجد اہل حدیث واہ کینٹ۔

مولانا انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کے قریبی رشتہ دار ہیں مدینہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہیں۔ فرماتے ہیں مولانا اکرم اعوان کا نام کافی عرصہ سے سن رکھا تھا پہلی مرتبہ مولانا سے ملاقات کنونشن سنٹر اسلام آباد میں ہوئی حضرت کی شخصیت بہت مسحور کن ہے وہ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں میں نے اردو کے تقریباً تمام تراجم دیکھے ہیں میں حضرت مولانا اکرم اعوان کے ترجمہ کو پہلے دو بہترین ترجموں میں سمجھتا ہوں۔ جو روانی مولانا کے ترجمہ میں دیکھنے کو ملی وہ اس سے قبل نہ دیکھی۔ مولانا قران مجید کے محافظوں میں بہترین اضافہ ہیں۔ مولانا کے اردگرد میں نے پڑھے لکھے اور دین دار لوگ دیکھے ہیں جس سے نظر یہ آتا ہے کہ مولانا اپنی ذات میں خیر رکھتے ہیں۔ میں مولانا کو ایک پیر نہیں بلکہ عظیم مذہبی رہنما سمجھتا ہوں۔

3۔ مفتی رضا اعظمی، خلیفہ پیر اعظم طارق المعروف پیر ثانی، سالک آباد شریف حسن ابدال

مولانا بہت بڑی عظیم مذہبی شخصیت ہیں۔ اللہ کریم کا ان پر خصوصی کرم ہے جو اللہ نے انہیں اتنی بڑی سعادت سے نوازا ہے۔ صاحب علم اور صاحب نظر آدمی ہیں میری نظر میں وہ فقیر اور درویش صفت آدمی ہیں۔

4۔ قاری محمد آفتاب امام مسجد واستاد قرأت مسجد 26 ایریا واہ کینٹ

آپ کا بہت شکریہ جو آپ نے ہمیں حضرت جی تک ملاقات کی رسائی دی۔ حضرت مولانا کی ذات میں بہت میانہ روی ہے۔ اگر اللہ کے یہ لوگ موجود نہ ہوں تو لوگ کفر اور شرک کی دلدلوں میں دھنس جائیں۔ ان کی بات جو بھی خلوص دل سے سنے اثر کرتی ہے۔ اس عمر میں بھی جو چیز انہیں فعال رکھے ہے وہ یقیناً ان کی روحانی قوت ہے۔

5۔ ایکہ فضل تو کفیل مشکلم

ہدیۂ تبریک

''اکرم التراجم'' کا مطالعہ باعث تسکین جان ہوا۔ دورانِ مطالعہ مجھ ناچیز پر سرشاری کی کیفیت طاری رہی۔ میرا ذوق نظر جن ادبی محاسن کا متلاشی تھا وہ تمام کے تمام ''اکرم التراجم'' کے گوہر باصفات میں بدرجہ اتم موجود پائے۔ اور تو اور قرآن پاک کے مشکل اور حساس ترین مقامات پر بھی فاضل مترجم نے ادب و احترام کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ عام فہم اندازِ تحریر، ندرت الفاظ، جذبہء ادب واحترام کا اظہار، موزوں ترین الفاظ کا چناؤ اور مشکل مفاہیم کا نہایت سلیس انداز بیان وہ ادبی محاسن ہیں جو ''اکرم التراجم'' کو دیگر تراجم سے ممیز وممتاز کرتے ہیں۔

بلاشبہ عشق ومحبت اور ادب واحترام میں ڈوبے ہوئے الفاظ ہی کسی نثر نگار کی قلبی شفافیت کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صمیم قلب سے نکلے ہوئے الفاظ کی کشش اور اثر آفرینی قاری کو چند لمحوں میں اپنا گرویدہ بنالیتی ہے۔

ناچیز کی رائے میں ''اکرم التراجم'' کو باعتبار ادب واحترام اپنے تمام ہم عصری تراجم میں منفرد مقام حاصل ہے۔ اس کا مسلسل مطالعہ، قاری کے دل میں رقت پیدا کرتا ہے اور مفاہیم کے کامل ادراک پر اُس کی آنکھیں بے اختیار نم آلود ہوجاتی ہیں۔

راقم بصد احترام فاضل مترجم کی خدمت اقدس میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔ جنہوں نے عشق ومحبت سے لبریز الفاظ میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا اور متلاشیان حق کی قلبی وروحانی تسکین کا سامان فراہم کیا۔

ہر نگاہ اپنی اپنی روشنی تک جا سکی
ہر کسی نے اپنے اپنے ظرف تک پایا اُسے

محمد رفیق مہتمم مدرسہ ضیاء القرآن بھلوال

دعائے مغفرت

۱۔ ہری پور سے سلسلہ کے ساتھی کلیم اللہ کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئی ہیں۔
۲۔ کوئٹہ سے سلسلہ عالیہ کی ساتھی ہمشیرہ جناب امیر محمد وفات پا گئی ہیں۔
۳۔ سرگودھا سے سلسلہ کے ساتھی مخدوم غلام حسین برادر بزرگ مخدوم نذیر احمد صاحب مجاز وفات پا گئے ہیں۔
۴۔ سلسلہ کے ساتھی حاجی برکت علی اور محمد فاروق جندرہ کے والد محترم وفات پا گئے ہیں۔
۵۔ لاہور کے ساتھی محمد عظیم کی والدہ محترمہ وفات پا گئی ہیں۔
۶۔ سرگودھا کے ساتھی محترم اللہ بخش والد حافظ عرفان وفات پا گئے ہیں۔
۷۔ منڈی بہاؤالدین سے سلسلہ کے ساتھی محمد اصغر گوندل وفات پا گئے ہیں۔

ساتھیوں سے دعا کی درخواست ہے۔

معاشی دہشت گردی

سعودی عرب کا تطہیرِ زر کا قضیہ

مصنف: جان پرکنز

ترجمہ: حنیف راؤ

اس قسم کے وسیع تجزیہ کا وجود کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کم از کم اس وقت اس بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں نے محض اپنی تخیلاتی قوت کی بنا پر ایسی رپورٹ لکھی جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ سعودی عرب کے لیے ایک شاندار مستقبل منتظر ہے۔ میرے پاس کچھ ایسے عملی نسخے یا ٹوٹکے موجود تھے جن کی بنا پر میں تخمینہ لگا سکتا تھا کہ ایک میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے لیے کیا خرچ آئے گا، ایک میل سڑک بنانے کی قیمت کتنی ہوگی اور ایک مزدور کے لیے کتنا پانی، کس حد تک نکاسی آب، کتنی رہائشی سہولت، کتنی خوراک اور کتنی عوامی سہولیات درکار ہوں گی۔ میرا کام یہ نہیں تھا کہ ان اندازوں کو صحیح صحیح پیش کروں یا حتمی نتائج اخذ کروں۔ میرا کام صرف اتنا تھا کہ میں منصوبوں کا ایک سلسلہ پیش کردوں (زیادہ درست الفاظ میں اس کا تصور واضح کردوں) کہ کیا کچھ ممکن ہے اور اس کے اخراجات کا موٹا اندازہ کیا ہوگا۔

میں نے ہمیشہ اصل اغراض ومقاصد اپنے سامنے رکھے۔ امریکی کمپنیوں کو زیادہ سے زیادہ ادائیگی اور سعودی عرب کا امریکہ پر زیادہ سے زیادہ انحصار۔ یہ جاننے کے لیے کچھ زیادہ دیر نہ لگی کہ یہ دونوں مقاصد کس طرح ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ قریب قریب تمام نئے ترقیاتی منصوبوں کے لیے مسلسل اونچے درجے میں لے آنے کا عمل (up grading) اور سروسنگ درکار تھی۔ یہ اتنے اعلیٰ قسم کا فنی کام تھا کہ اس کو سرانجام دینے کے لیے وہی کمپنیاں کارآمد ہو سکتی تھیں جنہوں نے ابتداء میں اس کو پروان چڑھایا۔ اب لازمی تھا کہ وہی کمپنیاں اس کی دیکھ بھال maintenance اور اس کو وقت کے ساتھ جدید modernize کرتی جائیں۔ میں جیسے جیسے اپنے کام میں آگے بڑھا میں نے یہ طریقہ کار اختیار کیا کہ ہر وہ منصوبہ جو میرے ذہن میں تھا اس کے لیے دو دو فہرستیں تیار کیں۔ ایک اس ڈیزائن اور تعمیراتی معاہدے کے لیے جس کی ہمیں توقع تھی اور دوسری کثیر المیعاد سروس اور انتظامی معاہدات کے لیے۔ آنے والی بیشمار دہائیوں میں مین MAIN، بیشٹل Bechtel، براؤن اینڈ روٹ Brown and Root، ہالی برٹن Halliburton، سٹون اینڈ ویبسٹر Stone and Webster اور دیگر بہت سی انجینئرنگ کمپنیاں اور کنٹریکٹرز بے حساب دولت سمیٹیں گی۔

اس خالصتاً اقتصادی پہلو سے ہٹ کر اس میں ایک اور چکر بھی تھا جس کی بنا پر سعودی عرب ذرا مختلف انداز میں ہمارا دست نگر بنا رہے گا۔ تیل کی دولت سے مالا مال اس سلطنت میں جدیدیت کی لہر مخالفانہ ردعمل پیدا کر سکتی تھی۔ قدامت پسند مسلمانوں میں غم وغصہ کے جذبات بھڑکیں گے۔ اسرائیل اور دیگر ہمسایہ ممالک اپنے آپ کو خطرہ میں محسوس کریں گے۔ اس قوم کی معاشی ترقی کی وجہ سے ایک اور صنعت کا ابھرنا ناگزیر تھا۔ جزیرہ نمائے عرب کا دفاع! وہ پرائیویٹ کمپنیاں جو دفاعی معاملات میں مہارت رکھتی ہیں اور

امریکی افواج بڑے فراخدلانہ معاہدات کی توقع رکھ سکتے تھے اور اس کے ساتھ پھر اسی کثیر المیعاد سروس اور انتظامی معاہدات کی تکرار۔ ان کی موجودگی کی وجہ سے انجینئرنگ اور تعمیراتی منصوبوں کا ایک دوسرا دور شروع ہوگا جس میں ہوائی اڈے، میزائل سائٹ، پرسائل بیس اور اس سے متعلق تمام ہیکل اساسی کی تعمیر درکار ہوگی۔

میں نے اپنی رپورٹس سربمہر لفافوں میں دفتری میل کے ذریعہ "پراجیکٹ منیجر وزارت خزانہ" کے پتہ پر ارسال کردی۔ میں گاہے بگاہے اپنی ٹیم نے دیگر ارکان، MAIN کے نائب صدور اور اپنے اعلیٰ حکام سے ملاقات کرتا رہا۔ چونکہ اس پراجیکٹ کا کوئی دفتری نام نہیں تھا اور ابھی تک ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ کے مرحلہ پر تھا اور ہنوز جیکور JECOR کا حصہ نہیں بنا تھا اس لیے ہم اس کو سرگوشی کے انداز میں "ساما" SAMA کے نام سے پکارتے تھے۔ سب جانتے تھے کہ یہ لفظ Saudi Arabian Money Laundering Affair کا مخفف ہے۔ لیکن اس میں کچھ الفاظ کی ہیرا پھیری اور طنز بھی پوشیدہ تھا کیوں کہ سعودی عرب کے مرکزی بنک کا نام بھی ایسا ہی تھا یعنی کہ (Saudi Arabian Monetary Agency) SAMA۔

کبھی کبھی کوئی سرکاری نمائندہ بھی ہمارے ساتھ شامل ہوجاتا۔ میں ان سے چند سوالات کرلیا کرتا تھا۔ زیادہ تر میں اپنے کام کے بارے میں ان کو آگاہ کرتا، ان کے تبصروں پر اپنی رائے دیتا اور ان کو یقین دلاتا کہ مجھ سے جو بھی بن پڑے گا میں ضرور کروں گا۔ نائب صدور اور سرکاری نمائندے کثیر المیعاد سروس اور انتظامی معاہدات کے بارے میں میرے خیالات سے خصوصی طور پر متاثر تھے۔ اس پر ایک نائب صدر نے ایک ضرب المثل گھڑی جس کو ہم بعد میں اکثر اس وقت استعمال کیا کرتے تھے جب سعودی عرب کا حوالہ دینا ہوتا: "یہ وہ گائے ہے جس کو ہم غروب آفتاب تک اور اپنا کام ختم کرنے تک دوہ سکتے ہیں۔" لیکن اس ضرب المثل سے جو شبیہ میرے ذہن پر ابھرتی تھی وہ گایوں کی بجائے بکریوں کی ہوتی تھی۔

اس قسم کی میٹنگز کے دوران مجھے احساس ہوا کہ ہمارے حریف اداروں میں سے بعض اسی قسم کی مشقتوں میں مصروف ہیں۔ ہم سب ہی امید لگائے بیٹھے تھے کہ ہماری محنت کے نتیجے میں بڑے منافع بخش ٹھیکے ہمیں ملیں گے۔ میرا خیال تھا کہ MAIN اور دیگر ادارے اس ابتدائی مشق کے اخراجات خود ہی برداشت کرنے پر مطمئن تھے۔ یہ قلیل المیعاد جوا وہ اس لیے کھیل رہے تھے کہ کسی طرح اس کھیل میں داخلے کا موقع مل جائے۔ میرا یہ گمان جلد ہی یقین میں تبدیل ہوگیا کیونکہ میں اپنے رزمرہ کے کام کی شیٹ پر اخراجات کو جو ہیڈ ڈالتا تھا وہ عمومی اور انتظامی اکاؤنٹ نمبر تھا (general and administrative over head account) معاملات کو نمٹانے کا یہ انداز اکثر و بیشتر پراجیکٹس کے ان مراحل سے مخصوص ہوتا تھا جو ابھی تک تحقیق و انکشاف Research and Development اور تجاویز کی تکمیل کی سطح پر ہوتی تھیں۔ اس معاملے میں ابتدائی سرمایہ کاری ہی معمول سے بہت بڑھ کر تھی۔ لیکن یہ نائب صدور بہت زیادہ پراعتماد تھے کہ اس کا معاوضہ انتہائی خطیر ہوگا۔

یہ جاننے کے باوجود کہ ہمارے حریف بھی اسی کام پر لگے ہوئے ہیں ہمیں یقین تھا کہ کام کے لیے میدان بہت وسیع ہے۔ میں اب اس کھیل میں بہت مدت سے تھا اور جانتا تھا کہ معاوضے کا انحصار اس بات پر ہے کہ حکومتی حلقوں میں ہمارا کام کتنا مقبول ہوتا ہے۔ وہ کمپنیاں جن کے بنائے ہوئے منصوبے حتمی طور پر نافذ

العمل متصور ہوں گے ان کو ہی اعلیٰ پیمانے کے ٹھیکے ملیں گے۔ میں نے اس کام کو اپنے لیے ذاتی چیلنج سمجھا اور ایسا منظرنامہ تخلیق کرنا چاہا جو ڈیزائن سے لے کر تعمیر تک کے تمام مراحل پر حاوی ہو۔ MAIN میں میرے مقدر کا ستارہ پہلے ہی خوب چمک رہا تھا۔ اگر ہم کامیابی سے ہمکنار ہوئے تو SAMA میں کلیدی کردار ادا کرنے کی بدولت اس چمک دمک میں تیزی سے اضافہ ہونے والا تھا۔ ان ملاقاتوں میں ہم کھل کر اظہار خیال کرتے تھے کہ SAMA اور جیکار JECOR اپریشن کچھ نئے معیار اور نئی مثالیں قائم کرے گا۔ یہ ایک انوکھی راہ تخلیق کی گئی تھی جس میں ان ممالک میں منافع بخش کام کے مواقع نکالے گئے تھے جن کو بین الاقوامی بنکوں سے قرض لینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ ایران اور عراق کے بارے میں فوری طور پر یہ بات ذہن میں ائی کہ ان دو ممالک کو بھی اسی فہرست میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ انسانی فطرت جیسے کہ یہ ہے ان ممالک کے راہنماؤں کو غالباً سعودی عرب کی تقلید کرنے پر اکسائے۔ 1973ء میں عائد ہونے والی تیل پر پابندی ابتدائی طور پر منفی اثرات کی حامل نظر آ رہی تھی۔ لیکن اب اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی تھی کہ اس کی وجہ سے انجینئرنگ اور تعمیراتی شعبہ کو عظیم الشان غیر متوقع انعامات ملنے والے تھے۔ اور عالمی سلطنت کے قیام کی راہ مزید ہموار ہونے والی تھی۔

میں اس خیالی منصوبہ پر کوئی آٹھ ماہ کام کرتا رہا۔ اگرچہ بہت مشقت کے ساتھ کبھی بھی لگاتار چند روز سے زیادہ کام نہیں کیا۔ البتہ میں اپنے پرائیویٹ کانفرنس روم یا اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں ضرور گوشہ نشین رہتا تھا۔ میرے سٹاف کے پاس کچھ دوسرے کام بھی تھے اور کافی حد تک اپنا کام خود کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے لیکن میں وقتاً فوقتاً ان کا کام چیک کرتا رہتا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہمارے اردگرد رازداری کی پابندیاں نرم پڑتی گئیں۔ کچھ اور لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ سعودی عرب کے بارے میں کوئی خاص بات ہونے والی ہے۔ جوش وخروش انتہا پر تھا اور افواہیں عروج پر۔ نائب صدور اور سرکاری حلقے بھی رفتہ رفتہ کھلنے لگے۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ جیسے جیسے اس انوکھی سکیم کے متعلق مزید معلومات ان کو ملتی گئیں وہ بھی دوسروں کو اس میں شریک کرنے لگے۔

اس ترقی پذیر منصوبہ کے تحت امریکہ کا سعودیوں سے مطالبہ تھا کہ تیل کی قیمت اور سپلائی ایسی سطح پر رہنی چاہیے جو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو قابل قبول ہوں البتہ ایک خاص حد کے اندر قیمتوں اور سپلائی میں اونچ نیچ ہو سکتی ہے۔ اگر دوسرے ممالک مثلاً ایران، عراق، انڈونیشیا یا وینزویلا پابندیاں عائد کرنے کی کوشش کریں تو سعودی عرب اپنے تیل کے وسیع ذخائر کے ساتھ اس خلا کو پر کرنے کے لیے آگے بڑھے گا۔ ان ممالک کو پابندی سے دور رکھنے کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ وہ جان لیں کہ ہم نے کیا حکمت عملی اختیار کر لی ہے۔ اس یقین دہانی کے بدلے میں امریکہ آلِ سعود کو ایک حیران کن حد تک دلکش پیشکش کرنے کو تیار تھا۔ وہ خوشنما اور حیران کن سودا کیا تھا؟ یہ یقین دہانی کہ امریکہ ال سعود کو مکمل اور غیر مبہم سیاسی، اور ضرورت پڑنے پر فوجی امداد فراہم کرتا رہے گا۔ یوں وہ لامحدود مدت تک اپنے ملک کے حکمران رہ سکیں گے۔

سعودی عرب کے جغرافیائی محل وقوع، عسکری قوت کا فقدان اور ایران، شام، عراق اور اسرائیل جیسے ہمسایوں کے مقابلہ میں عدم تحفظ، یہ وہ عناصر تھے جن کی بنا پر آلِ سعود مشکل سے ہی اس سودے سے انکار کر سکتے تھے۔ اس صورتِ حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکہ نے ایک اور سنگین شرط عائد کر دی۔ یہ ایک ایسی شرط تھی جس کی بنا پر معاشی ضربکاروں کے عالمی کردار کی تشریح نو کی گئی

جس کو بعد ازاں دوسرے ممالک خصوصاً عراق پر لاگو کرنے کے لیے ایک ماڈل کے طور پر سامنے رکھا جائے گا۔ میں جب پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آ کر کس طرح سعودی عرب نے شرط منظور کرلی۔ دنیائے عرب کے بیشتر ممالک، اوپیک اور دیگر اسلامی ممالک اس وقت دہشت زدہ رہ گئے جب ان کو اس سودے بازی کی تفصیلات معلوم ہوئیں اور جس انداز میں سعودی شاہی خاندان نے امریکی مطالبات کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔

شرط یہ تھی کہ سعودی عرب اپنے پیٹروڈالرز کے ذریعہ امریکی سرکار کی جاری کردہ سیکورٹیز خریدے گا۔ ان سیکورٹیز کے ذریعہ جو سود کمایا جائے گا اس کو امریکی محکمہ خزانہ اپنی پسند کے مطابق اس طرح خرچ کرے گا کہ سعودی عرب کو ازمنہ وسطیٰ سے نکال کر دور جدید کی صنعتی دنیا میں داخل کر سکے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ سعودی عرب کی تیل کی آمدنی پر جو اربوں ڈالر سود در سود کی شکل میں ڈھیر ہو رہے ہیں وہ اس خواب کو پورا کرنے کیلئے امریکی کمپنیوں کو ادا کیے جائیں گے۔ یہی وہ خواب تھا جو میں نے اور غالباً ہمارے مدمقابل میں سے چند نے دیکھا تھا کہ سعودی عرب کو ایک جدید صنعتی قوت میں تبدیل کیا جائے۔ اب سعودی عرب کے خرچ پر ہمارا اپنا محکمہ خزانہ ہمیں اجرت پر حاصل کرے گا تاکہ پورے جزیرہ نمائے عرب میں ہیکل اساسی کے منصوبے پروان چڑھائے جائیں بلکہ شہر کے شہر بسائے جائیں۔

اگرچہ نظریاتی طور پر سعودیوں کو یہ حق حاصل تھا کہ ان منصوبوں کی عمومی نوعیت کے بارے میں اپنی رائے دے سکیں لیکن حقیقت یہ تھی کہ اعلیٰ سطحی انجینئرز کا گروپ ہی، جو کہ بیشتر مسلمانوں کی نظروں میں کفار تھے، سعودی عرب کی مستقبل کی صورت گری اور معاشی نقوش متعین کرنے والا تھا۔ اور یہ سب کچھ کہاں ہونے والا تھا؟ اس سلطنت میں جس کی بنیاد قدیم وہابی نظریات پر قائم تھی اور جس کا کاروبارِ حکومت کئی صدیوں تک انہی اصولوں پر چلایا جا رہا تھا۔ یہ ان نظریات سے دوری کی بہت بڑی چھلانگ تھی لیکن موجود حالات کے تحت اور امریکی سیاسی اور عسکری دباؤ کے تحت میں سمجھتا ہوں کہ آلِ سعود کے پاس کوئی دوسرا متبادل نہ تھا۔

ہمارے اپنے نکتہ نظر کے مطابق لامحدود مفادات کی تکمیل کی منزل اب سامنے ہی تھی۔ یہ ایک بڑا ہی دل خوش کن سودا تھا جس نے ایک حیرت انگیز مثال قائم کی تھی۔ اور اس کا انتہائی خوشگوار پہلو یہ تھا کانگریس کی کسی منظوری کی ضرورت نہ تھی۔ کانگریس کی کسی قسم کی مداخلت کا عدم وجود، کارپوریشنز خصوصاً پرائیویٹ کارپوریشنز مثلاً بیشتل اور مین کے لیے بہت دلکشی کا باعث تھا کیونکہ ایسی کمپنیاں اپنے کاروباری ہتھکنڈوں کو کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتیں۔ مڈل ایسٹ انسٹیٹیوٹ کے ایک سکالر اور سابقہ صحافی تھامس والٹرلپ مین نے اس سودے کے بارے میں یوں اظہارِ خیال کیا ہے:

''دولت میں کھیلنے والے سعودی اربوں ڈالر محکمہ خزانہ کو دیں گے جو اس رقم کو اپنے قبضہ میں اس وقت تک رکھے گا جب تک ملازمین اور ٹھیکیداروں کو اس کی ادائیگی کی ضرورت ہو۔ اس نظام کے ذریعہ یہ بات یقینی ہوگئی کہ سعودی دولت گھوم پھر کر امریکی معیشت میں پھر سے گردش کرنے لگے۔ اس سے ایک اور بات بھی طے ہوگئی کہ نظام پر عمل درآمد کرنے والے اور سعودی جس منصوبے پر بھی متفق ہو جائیں اس کے مطابق قدم اٹھائیں۔ اس پورے قضیہ سے کانگریس کو کچھ لینا دینا نہیں۔''

اس تاریخی منصوبے کی حدود متعین کرنے میں بہت ہی کم وقت لگا اتنا کم کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس کے بعد یہ سوال غور

طلب رہ گیا کہ اس پر عملدرآمد کیسے کرنا ہے۔ اس عمل کو حرکت میں لانے کے لیے ایک اعلیٰ سرکاری عہدے دار سعودی عرب روانہ کیا گیا۔ یہ ایک نہایت ہی خفیہ مشن تھا۔ مجھے یقین سے تو نہیں معلوم لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ شخص ہنری کسنجر تھا۔

یہ شخص جو بھی تھا اس کا پہلا کام یہ تھا کہ شاہی خاندان کو ٹھیک سے سمجھا دے کہ جب ڈاکٹر مصدق نے تیل کے سلسلہ میں برطانوی مفادات کے خلاف کام کرنا شروع کیا تو اس پر کیا گزری۔ اس کا دوسرا کام یہ تھا کہ ان کے سامنے منصوبے کا اتنا دلکش خاکہ کھینچے کہ سعودیوں کو رد کرنا مشکل ہو جائے۔ جو بات سعودیوں کے ذہن نشین کروانا مقصود تھی وہ یہ تھی کہ ان کے پاس ہاں کہنے کے سوا کوئی دوسرا راستہ ہے ہی نہیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان پر یہ بات واضح کر دی گئی تھی کہ یا تو وہ ہماری پیشکش کو قبول کر لیں اور ہماری مکمل مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے آرام و سکون کے ساتھ حکومت کیے جائیں بصورت دیگر وہ انکار کر کے مصدق جیسے انجام سے دوچار ہونے کے لیے تیار ہو جائیں۔ جب یہ قاصد واپس آیا تو اس کے ساتھ پیغام تھا کہ سعودی ہماری ہدایت پر عمل کرنے کو تیار ہیں۔

ایک چھوٹی سی گھنڈی ابھی بھی اٹکی ہوئی تھی۔ سعودی حکومت کے اہم اراکین کو ہمنوا بنانا ابھی باقی تھا۔ ہمیں بتایا گیا کہ یہ محض گھر کا معاملہ ہے۔ اگرچہ سعودی عرب میں جمہوریت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود یہ لازم ہے کہ آلِ سعود میں بھی اتفاق رائے ہو۔

1975ء میں مجھے ایک ایسے ہی اہم حکومتی عہدیدار کو راہ راست پر لانے کا کام سونپا گیا۔ میں اس کو شہزادہ "W" کہہ کر پکاروں گا اگرچہ مجھے کبھی یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کیا وہ ولی عہد شہزادہ ہے۔ میری ذمہ داری یہ تھی کہ میں اس کو قائل کروں کہ سودی عرب کے تطہیر زر کی وجہ سے اس کے ملک اور خود اس کی ذات کو بڑا فائدہ پہنچنے والا تھا۔

بادی النظر میں یہ کام جتنا آسان لگتا تھا حقیقت میں اتنا تھا نہیں۔ شہزادہ "W" نے ایک اچھا وہابی ہونے کا دعویٰ کیا اور واضح طور پر بتایا کہ وہ بالکل پسند نہیں کرتا کہ اس کا ملک مغربی طرز کی کاروباری ذہنیت کی پیروی کرے۔ اس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ جو کچھ ہم لوگ تجویز کر رہے ہیں اس کی مضرت رسانی اور چالبازیوں کو وہ خوب سمجھتا ہے۔ اس نے کہا کہ تمہارے عزائم بعینہٖ وہی ہیں جو ہزار سال پہلے صلیبی جنگ جوؤں کے تھے یعنی عربوں کو عیسائی بنانا۔ جزوی طور پر وہ یقیناً درست تھا۔ میرے رائے میں صلیبی جنگجوؤں اور ہم میں فرق محض درجہ یا حیثیت degree کا تھا۔ ازمنۂ وسطیٰ کے یورپین کیتھولک کا دعویٰ تھا کہ وہ مسلمانوں کو آگ کے عذاب سے بچانا چاہتے ہیں، ہمارا دعویٰ تھا کہ ہم سعودیوں کو جدید بنانے میں مدد کرنا چاہتے ہیں۔ میرے یقین کے مطابق حقیقت حال یہ تھی کہ کارپوریٹو کریسی کی طرح صلیبی جنگجو بھی بنیادی طور پر اپنی سلطنت کی توسیع کے لیے کوشاں تھے۔

مذہبی اعتقادات سے قطع نظر شہزادہ "W" کی ایک بڑی کمزوری حسین و جمیل اور گوری چٹی سنہرے بالوں والی خواتین تھیں۔ لوگوں سے کام نکلوانے کے ایک گھسے پٹے ناجائز طریقہ کا ذکر کرنا ایک مضحکہ خیز سی بات ہے۔ لیکن میں یہ ذکر کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں جن بہت سے سعودیوں کو جانتا ہوں ان میں شہزاد "W" وہ واحد شخص تھا جس میں یہ کمزوری موجود تھی یا جس نے مجھے اپنے اس رجحان کا علم ہونے دیا۔ اس تاریخی سودے کی تکمیل میں شہزادے کے اس شوق نے ایک اہم کردار ادا کیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اپنے مشن کے حصول کے لیے میں کس حد تک جا سکتا ہوں۔

دلالی اور اسامہ بن لادن کی مالی معاونت

ابتدا سے ہی شہزادہ "W" نے مجھ پر واضح کر دیا تھا کہ وہ جب کبھی بوسٹن میں مجھے ملنے آئے تو وہ توقع رکھتا ہے کہ اس کی پسند کی خاتون اس کی تواضع کرے۔ وہ چاہتا تھا کہ یہ خاتون محض اس کی گائیڈ نہ ہو بلکہ اس علاوہ بھی بہت کچھ ہو۔ لیکن وہ نہیں چاہتا ہوگا کوئی پیشہ ور خاتون (Call girl) اس کے ساتھ گھومے پھرے۔ ایسے میں ہر وقت یہ خطرہ موجود رہتا کہ اس کے اہل خاندان کے ساتھ اتفاقیہ سرِ راہ یا کسی کاک ٹیل پارٹی میں اس کا آمنا سامنا ہو جاتا۔ میری اور شہزادہ "W" کی ملاقاتیں ہمیشہ خفیہ ہوتی تھیں جس کی بنا پر اس کی خواہشات کی تکمیل آسان ہوتی تھی۔

''سیلی'' Sally ایک نیلی آنکھوں والی گوری رنگت اور سنہرے بالوں والی خوبصورت خاتون تھی۔ اس کا خاوند یونائیڈ ایر لائنز میں پائلٹ تھا جو اپنی ڈیوٹی اور بغیر ڈیوٹی کے بھی محوِ سفر رہتا تھا۔ اس نے اپنی بیوی سے بیوفائی کو چھپانے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اس کی ناشائستہ حرکات کے بارے میں اس کی بیوی کا رویہ بھی بڑا آزادانہ تھا۔ وہ اس کی بھاری بھر کم تنخواہ، بوسٹن میں عالیشان گھر اور ان تمام سہولیات کو جو ایک پائلٹ کی بیوی کے ناتے اس کو حاصل تھیں، بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ دس سال پہلے وہ ایک ہپی hippie ہوا کرتی تھی اور آزادانہ جنسی تعلقات کی عادی تھی۔ اس کے لیے ایک خفیہ ذریعہ آمدنی بڑی ہی دلکش تجویز تھی۔ وہ شہزاد "W" کے ساتھ آزمائشی طور پر مراسم قائم کرنے کے لیے ایک شرط پر رضا مند ہوئی: اس کا اصرار تھا کہ ان کے مستقبل کے تعلقات کا انحصار تمام تر اس رویہ پر ہوگا جو شہزادہ اس کی طرف روا رکھے گا۔ میری خوش بختی کہ دونوں ہی ایک دوسرے کے معیار پر پورے اترے۔

شہزادہ "W" اور سیلی کے تعلقات نے جو کہ سعودی تطہیر زر کا ذیلی باب تھا، میرے لیے اپنی ہی نوعیت کے کچھ مسائل پیدا کیے۔ میں نے اپنے لوگوں کے لیے بڑی سخت پابندی عائد کی ہوئی تھی کہ وہ کوئی ناجائز کام کریں۔ قانون کے نکتہ نظر سے میں جنس مہیا کر رہا تھا یعنی دلالی کا مرتکب ہوا تھا جو کہ میسا چوسیٹس میں خلاف قانون حرکت تھی۔ اب اصل مسئلہ یہ تھا کہ سیلی کی خدمات کا معاوضہ کس طرح ادا کیا جائے۔ میری خوش قسمتی کہ ہمارے اکاؤنٹ ڈیپارٹمنٹ نے میرے اخراجات کے کھاتے میں مجھے کافی آزادی دی ہوئی تھی۔ میں ہوٹلوں میں بڑے کھلے دل کے ساتھ ٹپ دینے کا عادی ہوں۔ میں نے بوسٹن کے بہت اعلیٰ اور مہنگے ہوٹلوں کے بیروں کے ساتھ یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ وہ مجھے خالی رسیدیں دے دیتے تھے جن پر میں اپنی پسند کے مطابق رقم بھر لیتا تھا۔ یہ وہ دور تھا جب رسیدیں کمپیوٹر پر تیار کرنے کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ہاتھ سے تیار کی جاتی تھیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شہزاد "W" کے حوصلے بھی بڑھتے گئے اور بالآخر اس نے مطالبہ کر دیا کہ سیلی سعودی عرب میں آ کر اس کے ذاتی کاٹیج میں رہائش اختیار کر لے۔ ان دنوں میں یہ کوئی انہونی بات نہ تھی۔ یورپ اور مشرق وسطیٰ کے درمیان نوجوان خواتین کی تجارت بھرپور طریقہ سے جاری تھی۔ ان عورتوں کو ایک مقررہ مدت کے لیے کانٹریکٹ دیا جاتا تھا اور معاہدے کے اختتام پر جب یہ خواتین وطن لوٹتی تھیں تو ان کے بنک اکاؤنٹ بھرے ہوتے تھے۔ سی آئی اے کی ڈائرکٹریٹ آف آپریشنز کے ایک بیس سالہ پرانے افسر اور مشرق وسطیٰ کے معاملات کے ماہر رابرٹ بائر Robert Baer یوں بیان کرتا ہے: ''1970ء کے ابتدائی دور میں جب پیٹرو ڈالرز کی برسات شروع ہوئی تو

کاروباری ذہن کے مالک لبنانیوں نے شہزادوں کے لیے طوائفوں کی سمگلنگ شروع کی۔ ادھر شاہی خاندان کا حال یہ تھا کہ ان کو چیک بک بھی بیلنس نہیں کرنا آتی تھی، لہٰذا چالاک لبنانیوں نے خوب دولت سمیٹی۔''

مجھے اس صورت حال کا علم تھا اور ایسے چند لوگوں کو بھی جانتا تھا جو اس میدان میں بااثر تھے۔ اس سب کے باوجود میرا درد سر تھا سیلی اور اس کو ادائیگی۔ مجھے یقین تھا کہ سیلی بوسٹن چھوڑ کر مشرق وسطیٰ کے صحرائی محل میں جانے کو تیار نہ ہوگی۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت تھی کہ ہوٹل کی خالی رسیدیں کسی طرح ان اخراجات پر پردہ نہیں ڈال سکیں گی۔

موخر الذکر مسئلہ تو شہزادہ "W" نے یہ کہہ کر حل کر دیا کہ اپنی اس نئی چہیتی کے اخراجات تو وہ خود ادا کر دے گا۔ اب میرا کام صرف اتنا تھا بقیہ انتظامات کی دیکھ بھال کروں اور اس وقت میں نے سکھ کا سانس لیا جب شہزادہ "W" نے مجھے راز داری سے بتایا کہ سعودی عرب آنے والی سیلی ضروری نہیں کہ وہی شخصیت ہو جو امریکہ میں اس کے ساتھ گھوما پھرا کرتی تھی۔ میں نے چند ایسے دوستوں کو فون کالز کیں جن کے لندن اور ایمسٹرڈم میں موجود لبنانیوں کے ساتھ تعلقات تھے۔ چند ہفتوں کے اندر اندر ایک متبادل سیلی نے معاہدے پر دستخط کر دیئے۔

شہزادہ "W" ایک پیچ در پیچ شخصیت کا مالک تھا۔ سیلی شہزادے کی جسمانی ضروریات پوری کر رہی تھی۔ چونکہ میں اس معاملے میں شہزادے کی پوری مدد کر رہا تھا لہٰذا اب وہ مجھ پر پورا بھروسہ کر سکتا تھا۔ اس سب کے باوجود وہ اس بات کا قائل نہیں تھا کہ SAMA کوئی ایسا منصوبہ تھا جس کی وہ اپنے ملک کے لیے سفارش کر سکے۔ مجھے اپنا کیس جیتنے کے لیے سخت محنت کی ضرورت تھی۔ میں نے اس کے سامنے بے حساب اعداد و شمار اور تجزیاتی مطالعے رکھے جو ہم نے دوسرے ممالک کے لیے تیار کیے تھے۔ اس میں معاشی ترقی کے وہ ماڈل بھی شامل تھے جو میں نے اپنی تربیت کے دوران کلاڈین کے ساتھ مل کر انڈونیشیا جانے سے قبل کویت کے لیے تیار کیے تھے۔ اس قسم کی نشستوں میں مجھے گھنٹوں اس کے سامنے اپنے کیس کی وکالت کرنا پڑتی تھی۔ آخر کار وہ کچھ نرم پڑا۔

مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھی ضربکاروں اور دوسرے سعودی اعلیٰ عہدیداروں کے درمیان کیا گزری۔ مجھے اتنا معلوم ہے کہ پورے کا پورا منصوبہ شاہی خاندان نے منظور کر لیا۔ انتہائی منافع بخش چند اعلیٰ ٹھیکوں میں سے ایک MAIN کو ملا۔ اس سارے کھیل میں مین نے جس کارکردگی کا مظاہرہ کیا یہ محکمہ خزانہ کی طرف سے اس کا انعام تھا۔ ملک کے غیر منظم اور قدیم طرز کے بجلی کے نظام کا مکمل سروے کرنے کا کام MAIN کو دیا گیا۔ اس کے ساتھ ایک نئے نظام کا ڈیزائن تیار کرنے کا کام بھی MAIN کو ہی ملا۔ اس کا معیار ہر لحاظ سے امریکی معیار کے مطابق ہونا طے پایا۔

حسب معمول یہ بھی میری ہی ذمہ داری تھی کہ ملک کے ہر خطہ کے لیے علیحدہ علیحدہ معاشی اور بجلی کے لوڈ کی پیش بینی کرنے کے لیے پہلی ٹیم روانہ کی جائے۔ جو لوگ میرے لیے کام کرتے تھے ان میں سے تین بین الاقوامی منصوبوں کا نہایت وسیع تجربہ رکھنے والے، ریاض جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ ہمارے محکمہ قانون کی جانب سے پیغام آیا کہ معاہدے کی شرائط کے مطابق ہمارے لیے لازمی ہے کہ آئندہ چند ہفتوں کے اندر اندر ہر طرح کے دفتری ساز و سامان سے لیس ایک آفس ریاض میں قائم کریں۔ معاہدے کی اس شق پر کسی نے ایک ماہ سے زائد عرصہ میں توجہ نہیں دی۔ محکمہ خزانہ کے ساتھ ہمارے معاہدے کی رو سے تمام دفتری ساز و سامان

امریکہ یا سعودیہ میں تیار ہونا تھا۔ چونکہ سعودی عرب میں ایسا سازوسامان تیار کرنے کا کوئی انتظام نہ تھا لہٰذا ہر شے امریکہ سے ہی برآمد ہونا تھی۔ اب ہمارے اوپر جھنجھلاہٹ کی کیفیت طاری کرنے کے لیے ایک بڑی رکاوٹ ہمارا انتظار کر رہی تھی۔ ٹینکرز کی ایک طویل لائن پہلے سے اس انتظار میں لگی تھی کہ جزیرہ نمائے عرب کی بندرگاہیں ان کی منزل مقصود تھی۔ اس صورت حال میں سعودی عرب تک کارگو پہنچنے میں مہینوں لگ سکتے تھے۔

اب MAIN کوئی ایسا گیا گزرا ادارہ بھی نہیں تھا کہ اتنا بڑا کنٹریکٹ محض اس وجہ سے کھو دے کہ چند دفتری کمروں کا سازوسامان سعودی عرب بروقت نہ پہنچ سکا۔ تمام حصہ داروں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی اور کئی گھنٹوں کے بحث مباحثہ کے بعد یہ طے ہوا کہ ایک بوئنگ 747 چارٹر کیا جائے، بوسٹن سے آفس سپلائز کا سارا سازوسامان اس میں بھر کے سعودی عرب روانہ کر دیا جائے۔ مجھے یاد ہے جب میں سوچ رہا تھا کہ کیا ہی اتفاق ہوا گر یہ چارٹر یونائیٹڈ ائیر لائنز کا ہو اور اس کا پائلٹ ایک ایسا کپتان ہو جس کی بیوی نے آل سعود کو رام کرنے کے لیے اہم کردار ادا کیا تھا۔

امریکہ اور سعودی عرب کے درمیان سودے نے گویا راتوں رات سعودی عرب کی کایا پلٹ دی۔ بکریاں منظر سے غائب ہوگئیں۔ ان کی جگہ دوسوزرد رنگ کے چمکدار امریکن ٹرکوں نے لے لی جو ویسٹ مینجمنٹ Waste Management کے ساتھ دوسو ملین ڈالر کے معاہدے کے تحت درآمد کیے گئے تھے۔ گندگی کے ڈھیر کو ٹھکانے لگانا اب ان ٹرکوں کا کام تھا۔ سعودی معیشت میں اتنی ہی تیزی سے ہمہ جہت تبدیلی لائی گئی۔ یہ انقلاب زراعت اور برقی قوت سے لے کر تعلیم اور مواصلات تک ہر چیز میں نمایاں تھا۔ اس موضوع پر تھامس لپ مین Thomas Lippman نے 2003ء میں اس طرح تبصرہ کیا ہے:

''امریکیوں نے اپنی طرز پر ایک وسیع اور بے جان خطہ زمین کو، جس میں خانہ بدوشوں کے خیموں اور کسانوں کے کچے گھروں کے سوا کچھ نہیں پایا جاتا تھا، ایک بالکل ہی نئی شکل دی۔ ان ویرانوں میں اب نکڑ پر کافی کے سٹال Star buck اور جدید عوامی عمارتوں میں وہیل چیئر بھی دستیاب ہے۔ آج کے سعودی عرب میں تیز رفتار مواصلات، کمپیوٹر، ایئر کنڈیشنڈ مارکیٹس جن میں چمکتی دکانیں ویسی ہی ہیں جیسے خوشحال امریکہ میں، خوبصورت ہوٹل، فاسٹ فوڈ ریسٹورانٹ، سیٹلائٹ ٹیلی وژن، جدید ہسپتال، کئی منزلہ دفتری عمارات اور تفریحی مراکز ہیں۔''

جن منصوبوں کا خواب ہم نے 1974ء میں دیکھا تھا وہ ایک ماڈل تھا جس کو سامنے رکھ کر تیل کی دولت سے مالا مال دیگر ممالک سے بھی گفت و شنید ہوسکتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ساما/جیکار SAMA/JECOR تو دوسرا میدان تھا۔ پہلا معرکہ کرمٹ روز ویلٹ Kermit Roosevelt نے ایران میں سر کیا تھا۔ سیاسی معاشی اسلحہ خانہ میں یہ ایک انوکھی قسم کا نہایت ہی پیچیدہ ہتھیار تھا جو عالمی سلطنت کے قیام کے لیے سپاہیوں کی نئی نسل کو درکار تھا۔

سعودی تطہیر زر اور مشترکہ کمیشن نے بین الاقوامی قانون میں نئی طرح ڈالی۔ ایدی امین کے کیس میں یہ بات پوری طرح واضح ہوگئی۔ اس بدنام زمانہ آمر نے 1979ء میں سعودی عرب میں پناہ لی۔ اگرچہ یہ مطلق العنان مجرم ایک لاکھ سے تین لاکھ تک انسانوں کے قتل کا ذمہ دار قرار دیا جاتا تھا لیکن جلاوطنی کی زندگی

میں یہ عیش و آرام کر رہا تھا۔ کاریں اور نجی ملازم سب کچھ سعودی شاہی خاندان نے مہیا کیا تھا۔ امریکہ نے دھیمے الفاظ میں احتجاج کیا لیکن اس مسئلہ پر زور نہیں دیا مبادا اس کے اور سعودی خاندان کے درمیان جاری معاملات پر کوئی برا اثر پڑے۔ امین نے اپنی زندگی کے آخری سال مچھلیاں پکڑنے اور ساحل سمندر پر چہل قدمی کرنے میں گزارے۔ وہ جدہ میں اسی سال کی عمر میں گردے فیل ہو جانے کی وجہ سے 2003ء میں انتقال کر گیا۔

ایک نہایت ہی حساس اور ضرر رساں کردار جو سعودی عرب بلا روک ٹوک ادا کرتا رہا وہ تھا بین الاقوامی دہشت گردی کی مالی امداد۔ امریکہ نے اپنی یہ خواہش کبھی بھی ڈھکی چھپی نہیں رکھی کہ سعودی عرب 1980ء کی دھائی میں جاری روس کے خلاف افغان جنگ میں اسامہ بن لادن کی پوری مالی مدد کرے۔ ان دونوں ممالک نے مجاہدین کو کم وبیش ساڑھے تین بلین ڈالر کی امداد فراہم کی۔ لیکن عملی طور پر یہ امداد اس سے کہیں زیادہ تھی۔

2003ء کے اواخر میں امریکی رسالے ''یو ایس نیوز اینڈ ورلڈ رپورٹ U.S. News & World Report'' نے ایک جامع مطالعہ ''سعودی تعلقات'' The Saudi Connection کے عنوان سے کیا۔ اس رسالے نے ہزاروں صفحات پر مشتمل عدالتی کاروائیوں، امریکی اور غیر ملکی خفیہ اداروں کی رپورٹ اور دیگر دستاویزات کا جائزہ لیا۔ مشرق وسطیٰ اور دہشت گردی کے بارے میں درجنوں حکام اور ماہرین کا انٹرویو کیا۔ اس کے اخذ کردہ نتائج کا کچھ حصہ پیش ہے:

''شواہد ناقابل تردید ہیں۔ امریکہ کا دیرینہ دوست اور دنیا کا سب سے زیادہ تیل پیدا کرنے والا ملک سعودی عرب کسی نہ کسی طرح دہشت گردی کے مالیات کا مرکز بن گیا۔۔۔۔۔''

ایرانی انقلاب اور افغانستان میں روس کی جنگ کے دوہرے صدمے کی ابتدا 1980ء کے اواخر میں ہوئی۔ سعودی عرب کی نیم سرکاری خیراتی رقوم تحریک جہاد کی تقویت کا باعث بنی۔ کم وبیش بیس ممالک میں ان رقوم سے نیم عسکری تربیتی مراکز قائم تھے ہتھیار خریدے جا رہے تھے اور نئے ریکروٹ بھرتی کیے جا رہے تھے۔

سعودی داد و دہش کی وجہ سے امریکی حکام نے ہر چیز سے آنکھیں بند کر لیں۔ کہنہ مشق انٹیلی جنس حکام کا کہنا ہے کہ معاہدات، گرانٹس اور تنخواہ کی شکل میں اربوں ڈالر بیشمار سابقہ امریکی حکام کی جیبوں میں جا چکے ہیں جن کا تعلق کسی نہ کسی شکل میں سعودیوں سے رہا ہے۔ ان میں سفیر، سی آئی اے سٹیشن چیف اور کیبنٹ سیکرٹری بھی شامل ہیں۔

الیکٹرانک آلات نے ایسی گفتگو تک رسائی حاصل کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہی خاندان نہ صرف القاعدہ بلکہ دیگر دہشت گرد گروہوں کی مدد میں ملوث ہے۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گان 2001ء کے حملوں کے بعد واشنگٹن اور ریاض کے درمیان موجود خفیہ تعلقات کے بارے میں مزید شواہد سامنے آئے ہیں۔ رسالہ ''وینٹی فیئر'' Vanity Fair نے اکتوبر 2003ء کے شمارے میں ''سعودیوں کا تحفظ'' کے عنوان سے کچھ ایسی باتوں سے پردہ اٹھایا ہے جو اس سے پہلے عوام کے علم میں نہیں تھیں۔ اس کہانی نے، جو بش خاندان، آل سعود اور بن لادن خاندان کے باہمی تعلقات کے بارے میں ہے مجھے بالکل حیران نہیں کیا۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ تعلقات اتنے ہی پرانے ہیں جتنا سعودی تطہیر زر کا قصہ جو 1974ء میں شروع ہوا اور اس کا

سلسلہ Gorge H.W. Bush کے اس دور سے بھی جڑتا ہے جب وہ اقوام متحدہ میں امریکی سفیر تھا (1971ء تا 1973ء) اور بعدازاں جب سی آئی اے کا چیف رہا (1976ء تا 1977ء) مجھے جس بات پر حیرت تھی وہ یہ تھی کہ اس بات تک بالآخر پریس کی رسائی ہو ہی گئی۔ رسالے نے اس کہانی کو یوں اختتام پذیر کیا ہے:

''بش خاندان اور آل سعود، دنیا کے انتہائی دو طاقتور خاندانوں کے درمیان بہت قریبی ذاتی، تجارتی اور سیاسی تعلقات بیس سال سے زائد عرصہ سے قائم تھے۔''

پرائیویٹ سیکٹر میں سعودی ایک ہاتھ پاؤں مارتی ہوئی آئل کمپنی ہارکن انرجی Harken Energy کی پوری مدد کر رہے تھے جس میں جارج ڈبلیو بش نے سرمایہ کاری کی ہوئی تھی۔ بہت قریب کے دور میں سابق صدر جارج ایچ ڈبلیو بش اور ان کے دیرینہ رفیق کار سابق وزیر خارجہ جیمز اے بیکر سوم سعودیوں کے سامنے آئے تاکہ کارلائل گروپ Carlyle Group کے لیے، جو کہ غالباً دنیا کی سب سے بڑی پرائیویٹ کمپنی ہے، مالیات کا انتظام کر سکیں۔ اس وقت بھی سابق صدر بش اس کمپنی میں بطور سینئر ایڈوائزر خدمات سرانجام دے رہے تھے۔

9/11 کے چند ہی روز بعد دولتمند سعودیوں کو جن میں بن لادن خاندان کے افراد بھی شامل تھے خفیہ طور پر پرائیویٹ جیٹ طیاروں میں امریکہ سے باہر لے جایا گیا۔ اب ان پروازوں کو کلیئر کرنے کی ذمہ داری کوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان کے مسافروں سے کوئی ایک سوال بھی نہیں پوچھا گیا۔ ایک بہت بڑا سوال یہ ہے کہ کیا سعودیوں کے ساتھ بش خاندان کے دیرینہ تعلقات کی وجہ سے ایسا ہوا۔''

ماہنامہ المرشد میں اشتہار دینے کے خواہشمند متوجہ ہوں

جو حضرات اپنے یا اپنی کمپنی کے لیے ماہنامہ المرشد میں اشتہار شائع کروانا چاہتے ہیں وہ سرکولیشن مینجر ماہنامہ المرشد لاہور سے رابطہ کریں۔

دفتر: ماہنامہ المرشد۔ 17 اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور۔ فون: 042-35182727

قارئین المرشد سے

التماس ہے کہ المرشد کے بارے میں اپنی آراء سے مستفیض فرمائیں اور اس کو زیادہ مفید اور معتبر بنانے کے لئے اپنی تجاویز سے نوازیں۔

نیز یہ بھی گزارش ہے کہ اہل حضرات اپنے مضامین بھجوائیں جو ساتھیوں کی رہنمائی اور نئے قارئین کے لیے نفس کی اصلاح کا سبب بن سکیں۔ یا ایسے واقعات و تجربات تحریر فرمائیں جو سبق آموز ہوں۔

(مدیر ماہنامہ المرشد)

اکرم التفاسیر

پارہ۔قال الملا:9
سورۃالاعراف
آیات 180۔185
بیان: 2.9.2011

حق کوقبول کرنااور باطل کورد کرنا

شیخ المکرم حضرت امیر
محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

اعوذ باالله مین الشطین الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

وَلِلّٰهِ الْاَ سْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا........ الی آخر

اللہ کریم کے لئے بہت خوبصورت نام ہیں سب اچھے نام اللہ کیلئے ہیں فَادْعُوْهُ بِهَا اسے ان ناموں سے پکارا کرو۔اسماءالٰہی میں اسم ذات تو اللہ ہے باقی وہ نام جو صفاتی ہیں قرآن کریم میں مذکور ہیں یا حدیث شریف میں مذکور ہیں جو نام قرآن وحدیث میں مذکور نہیں ہیں ان ناموں سے اللہ کو پکارنا بھی جائز نہیں ہے خواہ وہ ان کے ہم معنی ہی ہوں۔ان کے مطابق ہوں ان کے ہم معنی ہوں ان سے ملتے جلتے ہوں۔اللہ کریم کیلئے صرف وہ نام اختیار کئے جائیں گے جو یا قرآن میں مذکور ہیں یا حدیث شریف میں مذکور ہیں فَادْعُوْهُ بِهَا اللہ کو اس کے ان خوبصورت ناموں سے پکارو، دعا کرو، تسبیح کرو، اس کا ذکر کرو عملاً کرو، زبانی کرو، قلبی طور پر کرو، اور عجیب بات یہ ہے کہ جب عمل کرتے ہیں تو اس میں اللہ کی مدد بھی چاہیے، استعانت بھی چاہیے، اللہ کریم کی رحمت بھی چاہیے، حسب حال ان ناموں سے دعا کرنا بہت اچھی بات ہے جب ہم ذکر لسانی کرتے ہیں تو اللہ کے ناموں کی تسبیح کرتے ہیں یہ بہت اچھی بات ہے سبحان اللہ والحمدللہ اللہ اکبر لیکن جب ذکر قلبی کرتے ہیں تو ذکر قلبی ہوتا ہی معرفت الٰہی کے حصول کیلئے ہے ہم جو عمل کرتے ہیں زندگی کے کاروبار، لین دین سونا، جاگنا، کھانا، پینا ان سب میں ہمیں اللہ کی رحمت درکار ہے اور وہی کامیاب ہے جس شخص کو کام کرتے وقت اللہ یاد ہو اور اللہ کے حکم کے مطابق اپنے حقوق سرانجام دے عملاً تو یہ ذکر الٰہی بھی ہے دعا بھی ہے یہ تمام امور کو جامع ہے کوئی زبانی ذکر کرتا ہے تسبیحات کرتا ہے تو اپنے حسب حال مرض سے شفاء کیلئے اس صفاتی نام کی تسبیح پڑھتا ہے، کسی کام میں برکت کیلئے رحمٰن ورحیم کی تسبیح پڑھتا ہے، کہیں مصیبت کو ٹالنے کیلئے اس مناسبت سے اسماء الٰہی کی تسبیح کرتا ہے لیکن ذکر قلبی کی بات آتی ہے تو قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم اپنی معرکۃ الاراء تفسیر مظہری میں رقمطراز ہیں کہ ذکر قلبی ہر بالغ مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے کہ قرآن کی بہت سی نصوص نے اس کا حکم دیا ہے ابتدائی آیات جو نازل ہوئیں ان میں سورہ مزمل کی وہ آیات مبارکہ بھی ہیں جن میں یہ ارشاد فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا اللہ کے اسم ذات کا ذکر کریں اور اس طرح سے کریں کہ کائنات سے کٹ کر صرف اللہ اور اللہ کی یاد دل میں رہ جائے اور حکم ہو رہا ہے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو تو پھر دوسرا کون مرد عورت آپ کی امت میں اس سے مستثنیٰ ہوسکتا ہے کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی طرف سے اسماء وضع کر لیتے ہیں گھڑ لیتے ہیں خود بنا لیتے ہیں اپنی طرف سے وظیفے ایجاد کر لیتے ہیں دوسروں کو بھی کہتے ہیں یہ تسبیحات کرو۔

وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فرمایا جو لوگ اس کے ناموں میں کج روی اختیار کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ان سے ایسا تعلق نہ رکھو جو تمہارے عقیدے

یا دینی عمل کو متاثر کرے۔ یہ شرط بنیادی طور پر غیر مسلمان کیلئے، کفار کیلئے ہے کہ کفار سے تعلقات اس حد تک رکھے جائیں کہ دین متاثر نہ ہو اگر کوئی ایسا لین دین ایسا معاملہ ایسی بات چیت بھی ہو جس سے دین متاثر ہوتا ہو تو وہ تعلق رکھنا جائز نہیں ہے مومن اور کافر کا تعلق رہے گا تجارت کا لین دین کا اگر کافر بھی بیمار ہے محتاج ہے تو صدقات سے اس کی مدد کی جا سکتی ہے اس کی بیمار پرسی کی جا سکتی ہے اگر وہ مسلمانوں کے ملک میں ہے تو اس کے جان، مال، آبرو کی حفاظت مسلمانوں کے ذمے ہے اور مسلمان حکومت کے ذمے ہے یہ ساری باتیں ہیں لیکن ایسی دوستی جو دین کو یا عقیدے کو یا دینی عمل کو متاثر کرے وہ درست نہیں مثلاً ہمارے ہاں تو یہ بات عام ہے کہ میں اگر شلوار قمیض پہنوں گا یا داڑھی رکھ لوں گا یا نماز پڑھوں گا تو مغربی معاشرے میں اچھا نہیں سمجھا جائے گا تو مغربی معاشرے میں خود کو اچھا ثابت کرنے کیلئے فرائض کو چھوڑ دینا سنت کو چھوڑ دینا یا دین کو چھوڑ دینا یہ جائز نہیں ہے۔ مغربی معاشرے نے ہمارا حساب کتاب نہیں لینا ہم نے جان اس کو نہیں دینی ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اللہ کریم کس بات میں راضی ہیں، اس کے نبی ﷺ کس بات سے خوش ہیں؟ کسی بات سے بحیثیت مسلمان ہمیں وہ کام کرنا ہے لہٰذا جو لوگ اسماء الٰہی کو بگاڑتے ہیں ان سے اس طرح کا تعلق نہ رکھا جائے جیسا ان لوگوں سے رکھا جاتا ہے جو اللہ کی اطاعت کرتے ہیں یعنی ایک طرح سے ایسے لوگوں سے بھی تعلق وہی ہوگا جو ایک غیر مسلم سے ہوتا ہے وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَآئِهِ ان کو چھوڑ دو اب چھوڑ دینے سے مراد یہ تو نہیں لی جا سکتی کہ کوئی شہروں میں دیواریں بنا دے یا وہ اس طرف ہوں یہ اس طرف ہوں گے یا وہ جس بس میں بیٹھیں ہیں ہم نہیں بیٹھیں گے نہیں بلکہ اس کی صورت یہ ہوگی کہ ایسا کوئی تعلق ان سے نہ رکھو جو آپ کے اعمال، آپ کے کردار، یا آپ کے عقائد کو متاثر کرنے والا ہو یا آپ کو کھانے پینے میں وہ کوئی ناجائز یا حرام چیز کھلا دیں ایسا تعلق نہ رکھو۔ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ 184 جو لوگ ایسی حرکت کرتے ہیں بہت جلد اپنے انجام کو پہنچ جائیں گے اب تو عام رواج ہو گیا ہے جادو کیلئے قرآنی آیات کو حرام چیزوں سے لکھتے ہیں بعض دفعہ کہہ دیتے ہیں کہ سیاہ رنگ کا مرغ لے کر آؤ اسے ذبح کر کے اس کے خون سے لکھتے ہیں حالانکہ دم مسفوح قطعاً حرام ہے اب اس سے قرآن لکھنا کہاں جائز ہے حتیٰ کہ پیشاب تک سے لکھتے ہیں پچھلے دنوں اس پر بہت شور بھی ہوا ایک عالم سوء نے فتویٰ دے دیا کہ علاج کیلئے قرآن کی آیت کو پیشاب سے لکھنا جائز ہے تو علماء دین نے اس کا رد کیا کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے حرام کام میں شفاء کیسے ہوگی اسماء الٰہی اور کلام الٰہی کو پیشاب سے لکھو گے تو اس سے اس کی توہین ہوگی یا شفاء ہوگی تو لعنت بھیجو ایسی شفاء پر اس کے جواز کا کوئی ثبوت نہیں تو لوگ پتہ نہیں کیا کیا کرتے ہیں اس طرح اللہ کریم سے کوئی ایسا نام منسوب کرنا قطعاً ناجائز ہے جو قرآن یا حدیث میں ارشاد نہیں ہوا بلکہ مفسرین لکھتے ہیں کہ کوئی ایسا نام جس کے معنی اس نام سے ملتے جلتے ہوں جو قرآن یا حدیث میں ارشاد نہیں ہوا وہ بھی جائز نہیں ہے صرف وہ نام اسماء حسنیٰ ہیں جو قرآن نے ارشاد فرمائے جو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائے تو جو لوگ اسمائے الٰہی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں ان کا کیا ہوگا فرمایا سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ بہت جلدی اپنے انجام کو پہنچیں گے ہر عمل اپنا نتیجہ پائے گا جو برائی کرتا ہے وہ اس برائی کی سزا بھی بھگتے گا اس معاملے میں تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں یہ منصب جلیلہ اس وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ کا ہے۔

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ أُمَّةٌ يَّهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُونَ 181 اور ہماری مخلوق میں ایسے لوگ بھی ہیں جو حق کا راستہ بتاتے ہیں اس کے مطابق انصاف کرتے ہیں یعنی سارے لوگ برے نہیں ہیں میری مخلوق میں میرے ایسے بندے بھی ہیں جو نہ صرف حق پر ایمان

رکھتے ہیں حق پر عمل کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی زندگی بھر حق کی دعوت دیتے رہتے ہیں حق کا رستہ بتاتے رہتے ہیں وَبِہٖ یَعۡدِلُوۡنَ اوراس کام میں پورا پورا انصاف کرتے ہیں۔اس کے مطابق اپنی زندگی سے بھی انصاف کرتے ہیں جن سے تعلقات ہوں ان سے بھی انصاف کرتے ہیں۔انصاف کیا ہے؟ یہی کہ زندگی میں اللہ کی نافرمانی کو داخل نہ ہونے دیا جائے اور زندگی کے امور اطاعت الٰہی کے دائرے کے اندر انجام دیئے جائیں دوسروں سے انصاف یہ ہے اس راستے سے اس کی تبلیغ سے کہ دوسروں تک بھی حق بات پہنچائی جائے لیکن ترتیب دیکھ لیجئے قرآن کریم فرماتا ہے کہ پہلے خود اس کے ساتھ انصاف کرتے ہیں پہلے خود اس پر قائم ہوتے ہیں تبلیغ کا یہ طریقہ درست نہیں ہے کہ آپ خود تو عمل چھوڑ دیں اور لوگوں کو وعظ کرتے رہیں لوگوں میں تبلیغ کرتے رہیں کہ سود حرام ہے اور خود سود کھاتے رہیں خود چوری کرتے رہیں بددیانتی کرتے رہیں لوگوں کو بتاتے رہیں کہ چوری کرنا بددیانتی کرنا اچھی بات نہیں ہے یہ حرام ہے یہ درست نہیں ہے پہلے اپنی زندگی میں احکام شریعت پر پورا پورا عمل کرکے اپنے ساتھ اپنی زندگی کے ساتھ انصاف کریں پھر تبلیغ کریں دوسروں تک بات پہنچائیں۔تبلیغ کیلئے ضروری نہیں ہے کہ دور دراز ہی سفر کریں تبلیغ کا مطلب ہوتا ہے بات پہنچانا جس سے بات ہو اس تک اللہ کی، اللہ کے نبی ﷺ کی بات بھی ضرور پہنچائیں تو فرمایا میری مخلوق میرے بندے ایسے بھی ہیں ہیں بے شمار مخلوق ایسی بھی ہے ایک طبقہ ہمیشہ ایسا رہتا ہے جو ہدایت یافتہ ہے یعنی ہدایت پر عمل کرتے ہیں وَبِہٖ یَعۡدِلُوۡنَ اور اس کے ساتھ عدل کرتے ہیں عدل یہ ہے کہ اپنی زندگی میں بھی اتباع شریعت کو لازم پکڑے اور جتنا جس سے تعلق ہے اسے بھی تلقین کرتا رہے اگلا مانتا ہے یا نہیں مانتا عمل کرتا ہے یا نہیں کرتا اس کا معاملہ رب العلمین کے پاس ہے تبلیغ کرنے والے کا حق بات پہنچا دینے

تک ہے اس کا حق ادا ہو گیا وَالَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں سَنَسۡتَدۡرِجُهُمۡ مِّنۡ حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ 184 فرمایا ان کو ہم آہستہ آہستہ اس گمراہی میں اس برائی میں آگے کو جانے کی ڈھیل دیتے جائیں گے استدراج یہ ہے کہ بات غلط ہو لیکن یہ بندہ خود فریبی مبتلا ہو کر یہ سمجھے کہ وہ فائدے میں ہے عموماً یہ لفظ کرامت کے مقابلے میں استعمال ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ کی کرامت کے مقابلے میں استعمال ہوتا ہے استدراج سے مراد ایسی شعبدہ بازی ہے جو اپنے کرنے والے کو اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیتی ہے کہ میں بڑا خدارسیدہ بندہ ہوں میں فلاں وظیفہ کرتا ہوں تو جنات سے بات ہو جاتی ہے، یہ وظیفہ کرتا ہوں تو پیسے زیادہ ہو جاتے ہیں، یہ وظیفہ کرتا ہوں تو جائے نماز کے نیچے سے نوٹ نکلتے ہیں، میں یہ وظیفہ کرتا ہوں تو فلاں کام ہو جاتا ہے۔اس کو کہتے ہیں استدراج۔ کرامت کیا ہے یا تو بات بات پر ہر بات کو کرامت کہہ دیا جاتا ہے یا اس کا انکار کیا جاتا ہے کرامت فرع ہے معجزے کی۔معجزے کا صدور اللہ کے نبی ﷺ سے ہوتا ہے اور معجزہ اللہ کا فعل ہوتا ہے صادر نبی ﷺ کے ہاتھ پر ہوتا ہے کب ہوتا ہے۔کیوں ہوتا ہے؟ جب کوئی ایسا مقام آجائے کہ جہاں نبی ﷺ کی صداقت ثابت کرنے کیلئے کوئی محیر العقول واقعہ ضروری ہو، کافروں کو لوگوں کو لاجواب کرنے کیلئے کوئی محیر العقول واقعہ ضروری ہو تو وہاں اللہ کی طرف سے معجزے کا صدور ہوتا ہے اور وہ نبیؑ کے ہاتھ پر ہوتا ہے اب یہی جو معجزہ ہے نبی کا ولی اسکا وارث ہوتا ہے نبی کی وراثت میں یہ ہر چیز بھی اسے ملتی ہے کہ اس کے ہاتھ پر کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ کرامت اس فعل کو کہیں گے جس کے نتیجے میں دین کی سربلندی ہو اور کچھ لوگوں کے توبہ کرنے کا سبب بن جائے یا بے دین طبقے کو خاموش کرنے کا سبب بن جائے یعنی جس میں دین کی عظمت ہو کسی فرد یا کسی ذات کی معتبری کیلئے نہ ہو وہ کرامت ہو گی اور کوئی اپنا

محیر العقول واقعہ جس سے لوگ آپ کو زیادہ شیرینیاں دینے لگ جائیں آپ کے پاس دولت جمع ہوجائے تو وہ استدراج ہوگا استدراج کی دوسری قسم یہ ہے جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ یہ استدراج وہ ہے کہ بندے برائی کرتے ہیں اللہ کریم انھیں دولت دیئے جارہا ہے اب وہ اس بات پر خوش ہیں کہ اللہ مجھ سے بہت راضی ہے میرے پاس بڑی دولت ہے وہ خود ہی نہیں دوسرے لوگ بھی کہتے ہیں۔

یہاں ہمارا ایک جاننے والا تھا وہ کافر ہوگیا دین سے نکل گیا لیکن اس کے پاس دولت بڑی جمع ہوگئی تو لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ بڑا خوش نصیب ہے اس کے پاس کتنی دولت ہے یہ استدراج ہے کہ کسی نے ایمان ضائع کردیا یا اور برائی کرنے لگا لیکن اسے فرصت ملتی گئی کسی نے اسے پکڑا نہیں؟ اس کو عہدے ملتے گئے حتیٰ کہ وہ ملک کا سربراہ بن گیا یا صوبے کا سربراہ بن گیا ضلع کا سربراہ بن گیا کوئی افسر بن گیا اس پاس کے دولت جمع ہوتی گئی جائیداد آتی گئی اولاد ہوگئی خوشحالی آگئی جو بھی دیکھتا ہے کہتا ہے اس پر اللہ بڑا راضی ہے یہ اللہ کی رضا کا سبب نہیں ہے ہاں اگر حلال اور جائز طریقے سے یہ ساری چیزیں ملتی ہیں اگر عہدہ ملتا ہے اور وہ شریعت کے مطابق انصاف کرتا ہے شریعت کے مطابق اگر دولت ملتی ہے تو حلال ذریعے سے کماتا ہے، اس کی زکوٰۃ دیتا ہے، جائز امور پر خرچ کرتا ہے ناجائز نہیں کرتا ہے تو پھر واقعی اللہ کی رحمت ہے لیکن وہ اپنے وسائل غلط طور پر استعمال کرتا ہے یا اسے عہدہ ناجائز طریقے سے ملتا ہے اس کے پاس دولت ناجائز ذرائع سے جمع ہوجاتی ہے تو یہ استدراج یعنی ایک دھوکا ہے کہ وہ سمجھ رہا ہے کہ اللہ مجھ پہ راضی ہے لیکن اللہ نے اسے گناہ کی ڈھیل دے رکھی ہے اللہ کریم کا ایک نظام ہے ہر گناہ کی فوری گرفت نہیں ہوتی بعض گناہ ایسے شدید ہوتے ہیں جو دوسروں کی گمراہی کا بھی سبب بنتے ہیں ان پر بعض اوقات دنیا میں بھی کوئی مصیبت کوئی تکلیف آجاتی ہے وہ بھی مخلوق کے فائدے کیلئے ہوتی ہے کہ کوئی اس سے عبرت حاصل کرسکے ورنہ اللہ کریم نے انسان کو اختیار دیا ہے کہ وہ حلال یا حرام میں سے کسی ایک کا انتخاب کرسکتا ہے۔ اختیار کیا ہے؟ انسان کے پاس کتنا اختیار ہے؟ حضرت علی کرم اللہ وجھہ الکریم سے کسی نے پوچھا کہ بندے کے پاس اختیار کتنا ہے آپ نے فرمایا ایک ٹانگ اٹھا کر کھڑے ہوجاؤ اس نے ایک ٹانگ اٹھالی۔ آپ نے فرمایا، اب دوسری بھی اٹھالو۔ کہنے لگا، دوسری کیسے اٹھا سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بس اتنا ہی اختیار ہے تمہارے پاس تم نے ایک پاؤں اٹھالیا دوسرا نہیں اٹھا سکتے بندے کو نہ اپنے پیدا ہونے پر اختیار ہے، نہ اپنے ہونے پر، نہ اپنی صحت پر نہ اپنے رزق پر، نہ اپنی شکل بنانے پر، نہ اپنے قد وقامت پر، تو اختیار پھر کس بات پر ہے؟ فرمایا اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ہم نے دونوں راستے اس کے سامنے رکھ دیئے ہیں اب وہ چاہے تو ہدایت کا راستہ اختیار کرے چاہے تو ناشکری اور کفر کا راستہ اختیار کرکے دیکھ لے تو اگر گناہ پہ فوراً گرفت ہوجائے تو پھر اختیار تو ختم ہوگیا پھر تو ہر کوئی توبہ کرکے نیکی کی طرف ہی چلے گا دوسرا راستہ تو بند ہے ذرا غلطی ہوتی ہے تو مصیبت آجاتی ہے پکڑا جاتا ہے لہٰذا اس کا ایک وقت معیّن ہے اور فرمایا وقت دور نہیں ہے ہمیں کیوں اندازہ نہیں ہوتا؟ آج اگر ہم کسی کو یہ کہیں کہ آپ کا یہ کام میں ستر سال بعد کردوں گا تو وہ پریشان ہوجائے گا کہ یہ تو نہ کرنے والی بات ہوئی انکار کررہا ہے یہ تو بہت لمبی مدت ہے لیکن جن کی عمریں ستر سال ہوگئی ہیں وہ تو کہتے ہیں یہ تو کل کی بات ہے ہم تو سکول پڑھتے تھے اور کل کی بات ہے ہم لڑکے لڑکے کھیلا کرتے تھے اور آج ہم بوڑھے ہوگئے ہیں۔ جو عمر جس بندے کی جتنی گذر چکی ہے ذرا اس کے بارے دیکھو کیا اندازہ ہوتا ہے؟ کسی کی تیس سال ہے، کسی کی پچیس سال

ہے، کسی کی پچاس سال ہے، تو پچھلے تیس پچاس سالوں کو دیکھو تو پتہ چلتا ہے وہ تو لمحے بھر میں نکل گئے اگلی زندگی کا بھی یہی حال ہے ہم غلط طور پر اس سے امیدیں وابستہ کئے رہتے ہیں یہ ہوگا وہ ہوگا ہماری امیدیں لمبی ہوتی رہتی ہیں اچانک پتہ چلتا ہے زندگی ختم ہوگئی امیدیں ایک طرف رہ گئیں تو فرمایا بہت جلد پکڑے جائیں گے لیکن جو لوگ نافرمان ہیں ہماری آیات کا انکار کرتے ہیں انہیں ہم جلد ہی گمراہی میں لے جائیں گے۔ انکار کرتے ہیں، تکذیب یا جھٹلانا دونوں طرح سے ہے ایک آدمی سن کر کہتا ہے میں نہیں مانتا وہ تو صریحاً کافر ہوگیا۔ ایک آدمی اللہ کا حکم سن کر کہتا ہے یہ حکم ٹھیک ہے لیکن کرتا اس کے مطابق نہیں تو وہ فاسق ہے اور فسق کا بھی ایک درجہ ہے۔ علمائے فقہ جب تارک صلوٰۃ پر بحث کرتے ہیں یعنی وہ شخص جو بالکل ہی صلوٰۃ ادا نہیں کرتا تو فرماتے ہیں اسے تین روز تک کہا جائے کہ نماز پڑھا کرو وہ کہتا ہے جی پڑھوں گا، پڑھتا نہیں۔ دوسرے دن اسے پھر کہا جاتا ہے، بھئی نماز پڑھا کرو، وہ نہیں پڑھتا۔ کہتا ہے پڑھوں گا تیسرے دن پھر کہا جاتا ہے نماز پڑھو وہ کہتا ہے پڑھوں گا۔ لیکن پڑھتا نہیں، تو اسے چوتھے دن نہ کہا جائے بلکہ اسے قتل کر دیا جائے اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن نہ کیا جائے اس پر فقہ کے تین امام متفق ہیں امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں اسے قتل نہ کریں اسے قید کر دیں اسے طبعی عمر جینے دیں اس سے توبہ کا موقع نہ چھینیں شاید کبھی توبہ کر لے۔ اسے قید کر دیں اسے گھر سے دور کر دیں، اسے اولاد سے دور کر دیں، اسے کاروبار سے دور کر دیں، اسے جیل میں ڈال دیں اور انتظار کریں شاید توبہ کر لے پھر آخر میں وہ بھی یہ فرماتے ہیں اگر جیل میں بھی رہے اور توبہ نہ کرے نماز ادا نہ کرے اور مر جائے تو پھر اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ اب ایک حکم نماز پنجگانہ پر یہ شرعی فیصلہ ہے اپنے اردگرد دیکھئے ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو پابندی سے نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں یہی حال باقی امور کا ہے جہاں جہاں ہم شریعت کو چھوڑتے ہیں جب گناہ صغیرہ اور کبیرہ پہ بحث ہوتی ہے وہاں علمائے فقہ متعین کرتے ہیں کہ یہ گناہ کبائر میں سے ہیں اور یہ گناہ، گناہ صغیرہ میں سے ہیں یہ فہرست بنانے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ سارے ہی گناہ کبیرہ ہیں اگر اس نظر سے دیکھا جائے کہ نافرمانی کس کی ہے تو پھر کوئی گناہ چھوٹا نہیں رہتا سارے گناہ ہی کبیرہ ہو جاتے ہیں گناہ تو بظاہر ہم نے چھوٹا کیا گناہ چھوٹا سا تھا لیکن نافرمانی کس کی تھی اس عظیم ذات کی جو سارے جہانوں کا مالک خالق رازق اور شہنشاہ ہے تو جب اتنی عظیم ذات کی نافرمانی کی تو وہ پھر جرم چھوٹا تو نہیں ہے وہ جرم بڑا ہو گیا تو اللہ کریم فرماتا ہے سَنَسْتَدْرِجُهُم ہم نے انھیں ایک غلط فہمی میں ڈال رکھا ہے جب انہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا تو ہم نے انھیں زندگی میں مہلت کام کرنے کی دے دی دولت دے دی عہدے دے دیئے اب ہمارا یہ عالم ہے کہ ہمارے بڑے بڑے عہدے دار مغرب میں غیر مسلم ممالک میں جاتے ہیں پڑوس میں ہندو ہیں ہندوؤں کے پاس جاتے ہیں تو کمال یہ ہے کہ ہندوؤں کے وزراء، وزیراعظم تک نے اپنا قومی لباس پہن رکھا ہوتا ہے لیکن ہمارے انگریزی لباس میں ہی ہوتے ہیں اگر کسی ہندو نے بھی ویسا ہی سوٹ بوٹ پہنا ہوا ہو اگر آپ جانتے نہ ہوں تو نہیں پہچان سکتے کہ مسلمان کون ہے اور ہندو کون ہے یہ کیوں کرتے ہیں؟ اس لئے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس لباس سے معاشرے میں ہماری عزت ہے اس سے۔ ہمارا احترام بڑھتا ہے اللہ کریم فرماتے ہیں یہی غلط فہمیاں انھیں مزید آگے لے جاتی ہیں اور انھیں پتہ بھی نہیں چلتا تب پتہ چلتا ہے جب موت آتی ہے اور حضور حق میں پیش ہونا پڑتا ہے وَاُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ 183 ہم انھیں مہلت دیئے جاتے ہیں۔ انسان کتنا

جی لے گا؟ایک طے شدہ زندگی ہی اس نے جینا ہے۔فرمایا ہماری تجویزیں، ہماری تدبیریں بہت مضبوط ہیں نظام کائنات جو اللہ کی تدبیر ہے وہ بہت مضبوط ہے، بہت مضبوط ہے جہاں تک اللہ نے بندوں کو علم دے دیا ہے اور انسانی دماغ نے جہاں تک ان مسائل کو دیکھا ہے، وجود انسانی کا تجزیہ کیا ہے، شجر و حجر کے تجزیات ہوئے ہیں، تحقیق کرنے والوں نے پتھروں سے ایٹم کو بھی تلاش کرلیا ہے۔ تو جہاں تک انسانی نگاہ پہنچتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ہر چھوٹے سے چھوٹے ذرے سے جو آگے تقسیم نہیں کیا جاسکتا اس کے ساتھ دوسرا ذرہ منسلک ہے اس کے ساتھ تیسرا منسلک اور یہ سارے ذرات مل کر کہیں سونا بنا رہے ہیں، کہیں چاندی بن جاتے ہیں، کہیں لوہا بن جاتے ہیں، کہیں چٹان بن جاتے ہیں، اس طرح شجر و حجر، جانور، انسانی وجود کتنے سیلوں سے مل کر بنا ہوا ہے اور چھوٹے چھوٹے سیل ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے متعلق ہیں لیکن فرمایا میرا نظام بڑا مضبوط ہے ذرہ ذرہ جو جڑا ہوا ہے اسے کوئی پریشان نہیں کرسکتا کوئی اسے بکھیر نہیں سکتا کوئی اسے توڑ نہیں سکتا تو جب دنیا میں فطرت کا جو نظام ہمارے سامنے ہے وہ اتنا مضبوط ہے تو آخرت کے نظام کو کوئی کس طرح توڑ کر نکل جائیگا اور کس طرح اپنے اعمال کی جزا نہیں پائے گا فرمایا یہ سوچنا ہی فضول ہے ممکن ہی نہیں ہے۔

اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْن ہماری تدبیریں بہت مضبوط ہیں بڑی سنجیدہ ہیں اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا مَابِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ فرمایا لوگوں نے کبھی اس بات پر غور و فکر کیا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کون اور کیسی ہستی ہیں، ہم آج بھی کام کرتے ہیں ہمارے کاموں پر باپ دادا کی چھاپ ہوتی ہے اگر سوال ہو کہ یہ کیوں کرتے ہو؟ تو ہمارا جواب ہے کہ ہمارے باپ دادا کرتے تھے باپ داد کا ہمارے نزدیک ایک مقام ہے ایک احترام ہے کوئی ہمیں کہتا ہے یہ کام چھوڑ دو اس طرح نہ کرو اس طرح کرو تو کہتے ہیں نہیں میرے باپ داد کے نام کو بٹہ لگے گا وہ یہ کام اس طرح کرتے تھے میں اس طرح کیوں کروں فرمایا یہ بیٹھ کر سوچتے نہیں اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا کبھی یہ بیٹھ کر سوچتے نہیں غور نہیں کرتے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کیسی ہستی ہیں؟ ایک ایسی ہستی جن کے مخالف بھی آپ کو صادق اور امین کہتے ہیں ایک ایسی ہستی جن کی ساری زندگی مشعل ہدایت ہے ایک ایسی ہستی جو کائنات کیلئے اللہ کی رحمت مجسم ہیں اور یہ ان کی بات چھوڑ دیتے ہیں کیا یہ سمجھتے ہیں کہ معاذ اللہ حضور ﷺ مجنون تھے اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا مَابِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ انہیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ حضور ﷺ کو کوئی جنون نہیں تھا اٹھتے بیٹھے اللہ کا نام لیتے ہیں، اٹھتے بیٹھے اللہ کی بات کرتے، ہیں لوگ پتھر مارتے ہیں، لوگ قتل کا ارادہ کر لیتے ہیں، لوگ ہجرت پر مجبور کردیتے ہیں، لوگ شعب ابی طالب میں بند کردیتے ہیں۔تین سال صحابہ کبارؓ خواتین بچوں کے ہمراہ انتہائی تکلیف میں گزارتے ہیں لیکن حق بات وہاں سے بھی ہوتی رہتی ہے تو کیا حضور ﷺ کا معاذ اللہ دماغ صحیح نہیں تھا یعنی کبھی کسی نے بیٹھ کر سوچا؟ اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا یہ لوگ کبھی سوچتے نہیں اس پر فکر نہیں کرتے کہ ایک کام کیلئے حضور ﷺ پتھر کھاتے ہیں دندان مبارک شہید کراتے ہیں اپنے صحابہ کبارؓ کو عزیز ترین چچا کو شہید کراتے ہیں، وطن چھوڑنا پڑتا ہے، گھربار چھوڑنا پڑتا ہے، ہجرتیں کرنی پڑتی ہیں، ہر تکلیف ہر دکھ گوارا کرتے ہیں مگر بات اللہ ہی کی کرتے رہتے ہیں۔کبھی سوچا کہ اللہ کی اطاعت کتنا ضروری ہے کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ معاذ اللہ میرا نبی ﷺ مجنون تھا کہ اتنے دکھ اٹھائے لیکن کفر سے کافروں سے تعاون نہیں کیا انہوں نے دولت بھی پیش کی کہ ہم ساری دنیا سے آپ کو امیر کردیں گے اتنی دولت جمع کردیتے ہیں کسی بڑے سے بڑے آدمی کی بیٹی کو آپ نکاح میں لانا چاہتے ہیں تو ہم جو کچھ ہم سے بن پڑا حیلہ کرکے آپ کا نکاح کرادیں گے اگر آپ بادشاہت چاہتے ہیں

تو ہم آپ کو عرب کا بادشاہ بنا دیتے ہیں آپ اپنے مذہب پر بھی رہئے ہمارے بتوں کی تردید کرنا چھوڑ دیجئے فرمایا یہ تو وہ کام ہیں جو انسان کیلئے ممکن ہیں لیکن اگر تم کوئی ناممکن کام بھی کر دو سورج اور چاند کو آسمان سے اتار کر لے آؤ اور میرے ایک ہاتھ پر سورج ایک ہاتھ پر چاند رکھ دو میں پھر بھی وہی کہوں گا جو اللہ مجھے کہنے کا حکم دے گا۔ کیا یہ سب کچھ حضور ﷺ نے اس لئے کیا کہ کافر تو انکار کر دیں اور جو کلمہ پڑھتے ہیں وہ بھی حضور ﷺ کا اتباع چھوڑ دیں۔ سجدے بھی کریں قرآن کو کھول کر نہ دیکھیں سود کھانا شروع کر دیں، لوٹ کھسوٹ شروع کر دیں، ایک دوسرے کے گلے کاٹنا شروع کر دیں، مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیں، یہ کون سے مسلمان ہیں؟ کیا سمجھا ہے انہوں نے اسلام کو؟ یہ کون سا انداز مسلمانی ہے؟ کیا انہوں نے کبھی سوچا ہے کہ اللہ کا رسول ﷺ کتنی عظیم ہستی ہیں ؟ آپ ﷺ قیامت تک کے نبی ﷺ اور رسول ہیں قیامت تک آپ ﷺ کی حکومت ہے اور رہے گی۔ آپ ﷺ کی رسالت ہے اور رہے گی آپ ﷺ کی دی ہوئی کتاب ہے اور رہے گی الحمدللہ۔

سوچنے کا تکلف کیا! کبھی یہ سوچا ہے کہ حضور ﷺ نے آپ ﷺ کے متبعین نے کتنے دکھ اٹھائے لیکن حق کا دامن نہیں چھوڑا حق پر عمل بھی کرتے رہے اور حق کی تلقین بھی فرماتے رہے اور باطل کی تردید بھی کرتے رہے کوئی نومسلم اسلام قبول کرتا ہے وہ کہتا ہے میں نے اسلام قبول کر لیا میں اللہ کو وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ مانتا ہوں اور حضور ﷺ کو اللہ کا نبی ﷺ مانتا ہوں لیکن میں بتوں کو برا نہیں کہ سکتا ان کا بھی ایک احترام ہے اس کا اسلام قابل قبول نہیں ہے جس طرح توحید و رسالت کی قبولیت شرط ہے اسی طرح کفر کا رد بھی شرط ایمان ہے۔ ایمان لانے کیلئے جس طرح حق کا قبول کرنا شرط ہے باطل کو رد کرنا بھی اتنا ہی شرط ہے تو فرمایا اَوَلَمۡ یَتَفَکَّرُوۡا کبھی یہ بیٹھ کر سوچتے نہیں، فکر نہیں کرتے، کبھی تنہائی میں بیٹھ کر، کبھی کسی دوست کے ساتھ بیٹھ کر، کبھی کسی استاد کے ساتھ بیٹھ کر بات تو کریں سوچیں تو سہی ایک ہستی عملاً کتنے دکھ اٹھاتی ہے وہ بے نظیر و بے مثال جنہیں کافر بھی کہتے کہ آپ سچے بھی ہیں امین بھی ہیں۔ عجیب بات ہے آپ ﷺ سے لڑائیاں بھی لڑتے ہیں اور اپنی امانتیں بھی آپ ﷺ کے پاس جا کر رکھواتے ہیں کہ یہاں کوئی خطرہ نہیں ہماری امانت ہمیں صحیح سلامت مل جائے گی حتیٰ کہ جب حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی تب بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنی امانتیں دے کر اپنے بستر مبارک پہ سلایا کہ صبح اٹھ کر یہ لوگوں کو واپس کر دینا اور پھر تم بھی چلے آنا کمال ہے جو لوگ باہر ننگی تلواریں لئے قتل کے ارادے سے کھڑے ہیں انہی کے آباؤ اجداد اور باپ، چچا کی امانتیں ہیں فرماتے ہیں یہ انہیں واپس کر کے آنا تو کیا یہ جنون کی کوئی قسم ہے۔ یہ پاگل پن ہے اور ہم عقلمند ہیں۔ اب جو حضور ﷺ کا اتباع نہیں کرتا قرآن کریم کی اس ایک آیت کے مفہوم کے مطابق گویا وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ حضور ﷺ معاذ اللہ مجنون تھے نقصان اٹھاتے رہے اور میں تو عقلمند ہوں میں تو دنیا کا فائدہ اٹھاؤں گا کیوں کسی کو ناراض کروں کیوں اپنا نقصان کروں؟

اَوَلَمۡ یَتَفَکَّرُوۡا مَا بِصَاحِبِہِمۡ مِّنۡ جِنَّۃٍ انہوں نے کبھی بیٹھ کر سوچا ہے کہ ان کے صاحب سبحان اللہ یہاں محمد ﷺ کو نبی نوع انسان کا صاحب، بہی خواہ، بھلا چاہنے والا، بہتری چاہنے والا بتایا جو کسی کا نقصان چاہتا ہے تو وہ اس کا صاحب نہیں ہو سکتا اس کا دوست تو نہیں ہو سکتا اس کا ساتھی تو نہیں ہو سکتا۔ وہی ساتھی ہو سکتا ہے جو اس کا بھلا چاہتا ہے فرمایا ساری نوع انسانی کا بھلا چاہنے والا میرا محبوب ﷺ معاذ اللہ وہ پاگل تو نہیں ہے اِنۡ ہُوَ اِلَّا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ 184 ہاں یہ یقینی بات ہے کریں وہ واضح طور پر ان نتائج سے آگاہ کرنے والے ہیں جن کی خبر تم کو مرنے کے بعد ملے گی۔

سارے تراجم میں نذیر کا ترجمہ ''ڈرانے والا'' لکھا جاتا ہے۔ یہ

ترجمہ، الحمد اللہ، اللہ نے توفیق دی یہ میرا لکھا ہوا ہے تو اس میں میں نے یہ لکھا ہے وہ تو کھلے کھلے انجام بد سے ڈرانے والے ہیں (انجام بد) میں ہے چونکہ قرآن کے الفاظ میں نہیں ہے لیکن مفہوم یہ ہے کہ نذیر وہ ہوتا ہے کہ جیسے آپ یہاں سے چلے ہیں میں بھی چکوال جارہا ہوں تو کوئی آپ کو بتادے کہ بھئی راستے میں ڈاکو ہیں میں واپس آرہا تھا میں تو بچ کر آگیا ہوں لیکن باقی سب لوگوں کو لوٹ رہے ہیں لہذا اس راستے سے نہ جاؤ اس راستے سے چلے جاؤ یہ کیا ہوگا ''انذار'' یعنی کوئی تکلیف آنے سے پہلے اس کی خبر دینا اس سے مطلع کرنا محض ڈرانا نہیں ویسے تو ڈر دشمن کا بھی ہوتا ہے۔ چور کا بھی، موذی جانور کا بھی ہوتا ہے لیکن انذار وہ ڈر ہے جو کسی کو نقصان اٹھانے سے پہلے متنبہ کرنے کیلئے کرایا جائے پھر نبی ﷺ وہ نذیر ہوتا ہے جن نقصانات کا علم ہمیں مرنے کے بعد ہوگا کہ یہ میں نے اپنا نقصان کیا وہ اس زندگی میں ارشاد فرمادیتا ہے کہ یہ کرو گے تو تمہارا نقصان ہوگا تو فرمایا نبی ﷺ تو دنیا میں رہتے ہوئے اخروی نقصانات سے مطلع کررہا ہے اور تم سمجھتے ہو مجنون ہیں معاذ اللہ ان کی شان تو یہ ہے جیسے کوہ صفا پر کھڑے ہو کر اہل مکہ کو جب حضور ﷺ نے جمع کیا تو یہ بات ارشاد فرمائی کہ میں پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور تم لوگ اس کے ایک طرف نیچے کھڑے ہو تمہارے سامنے پہاڑی کے سامنے والی سمت ہے لیکن میرے سامنے اس کے سامنے والی اور اس کے پیچھے والی دونوں سمت ہیں اگر میں تمہیں کہوں کہ پہاڑی کے پیچھے ایک لشکر جمع ہورہا ہے وہ تو تم پر ٹوٹ پڑے گا تو تم کیا کہو گے کہنے لگے ہم مان لیں گے آپ صادق ہیں، امین ہیں، سچے ہیں، امانت دار بھی ہیں۔ جھوٹ بولنا خیانت بھی ہے اور جھوٹ بھی ہے آپ سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی پھر آپ کا مقام ایسا ہے جہاں سے آپ کو دونوں رخ نظر آرہے ہیں تو حضور ﷺ نے مثال دی کہ میرے سامنے دونوں جہان واضح ہیں میں دنیا کو بھی دیکھ رہا ہوں اور آخرت کو بھی دیکھ رہا ہوں اور ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا وہ واقعی ہے لہذا میں تمہیں بروقت خبردار کررہا ہوں کہ یہ جو کام کررہے ہو یہ آخرت میں تمہارے اتنے نقصان کا سبب بنے گا تو یہ ایک احسان ہے تو فرمایا اک ایسی ہستی جو دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کے امور پر اخروی نقصانات سے مطلع فرمارہا ہے بھلا اس جیسا دانا اور دانشور اس جیسا انسانیت کا بھی خواہ اور صاحب اور دوست کون ہوسکتا ہے اَوَلَمۡ یَنۡظُرُوۡا فِیۡ مَلَکُوۡتِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنۡ شَیۡءٍ کیا یہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت میں نہیں دیکھ سکتے اور دوسری چیزوں میں جو اللہ نے پیدا فرمائی ہیں یعنی عظمت الٰہی، کو اس کی قدرت اور اختیار کو، اس کے قادر مطلق ہونے کو، کیا زمین و آسمان کی تخلیق میں انہیں سمجھ نہیں آتی یہ سورج جو ہزاروں صدیوں سے روشنی بھی دے رہا ہے تپش بھی دے رہا ہے کبھی آپ نے خیال کیا کہ یہ مقررہ کردہ راستے سے ہٹتا ہے نہ وقت میں تاخیر و تقدیم کرتا ہے۔ قادر مطلق نے جو راہ متررفرمادی ہے اسی پر چلتا ہے ایک لمحے کی تاخیر نہیں کرتا ایک لمحہ وقت سے پہلے نہیں آتا اگر یہ ایک ذرہ برابر بھی زمین کے قریب آنے لگ جاتا تو آج تک ہر چیز جل کر راکھ ہو چکی ہوتی اگر یہ ایک ایک سنٹی میٹر دور ہوتا چلا جاتا تو آج تک زمین پر ہر چیز جم کر رہ گئی ہوتی لیکن اس کی جرات نہیں ہے وہ مالک الملک جو شہنشاہ ہے حکمران ہے حقیقی بادشاہ ہے اس کے حکم سے سرتابی کی مجال نہیں ہے سورج، چاند، ستارے کرہ ارض، دیگر کُرے جو فضا میں ہیں ہر ایک اللہ کی اطاعت پر کاربند ہے تم نے نہیں دیکھا کہ پتھر، زمین، پہاڑ، نباتات اگتی ہیں، پھلتی پھولتی ہیں پہاڑ بنتے ہیں، گرجاتے ہیں، پھر کہیں بن جاتے ہیں۔ پھر پھٹ جاتے ہیں، چشمے جاری ہوجاتے ہیں، سبحان اللہ! کروڑوں پتے شاید ایک درخت پہ ہوں خزاں آتی ہے تو خاک میں مل جاتے ہیں وہی درخت

ٹنڈ منڈ کھڑا ہوجاتا ہے بہار آتی ہے چند دنوں میں پتوں سے پھر بھر جاتا ہے اس کے نظام میں ارض وسماء کی بادشاہت دیکھ کر احساس کیوں نہیں ہوتا؟' زمینوں وآسمانوں کی بادشاہت دیکھ کر تمہیں عظمت الٰہی کا ادراک کیوں نہیں ہوتا؟

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا کیا تم نہیں دیکھتے فِىْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہت میں تمہیں عظمت الٰہی نظر نہیں آتی؟

وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَىْءٍ اور جو اللہ نے دوسری مخلوق پیدا فرمائی کسی تخلیق پر غور کرو تمہیں سمجھ آجائے گی کہ وہ کتنا قادر ہے کتنا ہے عظیم ہے اور واقعی وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ ہے اور واقعی وہ عبادت کے لائق ہے اور اسی کی عبادت کرنی چاہیے اور اسی کی اطاعت ناگزیر ہے اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں پھر اس کا دوسرا پہلو فرمایا۔

وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِاقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ ہوسکتا ہے ان کی موت کا وقت قریب آچکا ہو یہ اپنے اردگرد دیکھتے ہو کتنے پہاڑ تھے جو گر گئے کتنی چٹانیں تھیں جو پاش پاش ہوگئیں کتنے بڑے بڑے درخت ہم نے دیکھے تھے وہ نہیں ہیں کتنے عالیشان محلات تھے جو ہم نے ہنستے بستے دیکھے تھے اب وہ اجڑ چکے ہیں کتنے بے شمار لوگ تھے ہمارے ساتھ جو اس دنیا میں نہیں ہیں تو پھر ہم اس بات سے بے فکر کیوں ہیں کہ کسی بھی لمحے میری بھی موت آسکتی ہے۔

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

نظام الٰہی میں ہر چیز چل رہی ہے، آرہی ہے، جارہی ہے۔ ہم آگئے ہمیں جانا ہے کسی بھی وقت حکم آسکتا ہے کوئی لمحہ زندگی کا آخری لمحہ ہوسکتا ہے۔ آپ کس حال میں اللہ کے حضور جانا چاہتے ہیں کبھی یہ سوچا؟ مومن کی زندگی تو ایسی ہونی چاہیے کہ کسی لمحے موت آجائے الحمدللہ وہ اللہ کی بارگاہ میں جانے کیلئے تیار رہے اور اگر ہم اپنے آپ کو چند شریف آدمیوں کے سامنے پیش نہیں کرسکتے کہ میں نے کسی کا مال بھی کھایا ہوا ہے کسی سے جھوٹ بھی بولا ہے کسی کی جان بھی لی ہے کسی کو تباہ بھی کیا ہے بندہ دوسرے بندوں کا سامنا نہیں کرسکتا تو اللہ کے سامنے کیا کرے گا یہ نہیں سوچا۔

وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِاقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ہوسکتا ہے ان کی زندگی کا وقت پورا ہوجائے اور موت سر پر کھڑی ہو تو فرمایا یہ ساری باتیں سوچنے کی ہیں تو یہ لوگ کیوں نہیں سوچتے

فَبِاَىِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ پھر اس کے بعد یہ لوگ کون سی بات پر ایمان لائیں گے؟ یعنی اس کے بعد کچھ نیا آنے والا نہیں ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے رسالت کی تکمیل ہوگئی اب کوئی نیا نبی آنے والا نہیں۔ قرآن کے نزول سے کتب سادی کی تکمیل ہوگئی اب کوئی نئی کتاب نازل ہونے والی نہیں ہے اب نہ کوئی نیا رہنما آنے والا ہے نہ کوئی نیا سمجھانے والا آنے والا ہے نہ کوئی نئی کتاب آنے والی ہے تو پھر یہ لوگ کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں اور اب کس بات پر یہ ایمان لائیں گے اور کس چیز کا انتظار ہے گویا نبوت ختم ہوچکی یہ ختم نبوت کی بھی دلیل ہے حجت تمام ہوچکی قرآن کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی لوگو! اسی قرآن پر غور کرو حضور ﷺ کی ذات پہ تفکر کرو اور سوچو جو کسی عظیم ہستی نے کیسی امین صادق ہستی نے اس خوبصورت راستے کی طرف بلایا ہے اسے اپناؤ۔

واخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین

مصنف: جان پرکنز

معاشی دہشت گردی

سعودی عرب کا تطہیر زر کا قضیہ

ترجمہ: حنیف راؤ

گزشتہ سے پیوستہ

حدیث: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْهِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ کِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ.

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تین دفعہ فرمایا اس کی ناک غبار آلود ہوئی یعنی وہ خاک میں مل گیا پوچھا گیا یا رسول اللہ! کون؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پائے اور پھر بھی جنت حاصل نہ کر سکے۔''

تشریح: ہر انسان فطری طور پر یہ چاہتا ہے کہ اسے آرام و راحت کی زندگی بسر کرنے کا موقع میسر آئے اور وہ راحت و آرام ایسا ہو کہ اسے زوال نہ آئے مگر بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی یہ توقعات پوری ہوں۔

پھر انسان اس مقصد کے حصول کے لیے حد درجہ کی محنت اور مشقت کرنے کے لیے آمادہ نظر آتا ہے بلکہ فی الواقعہ مشقت اٹھاتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ مگر کامیاب کم ہی نظر آتے ہیں۔

اس فطری خواہش کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ راحت و آرام کے لیے انسان کی نگاہ اس چند روزہ زندگی کی راحت سے آگے نہیں جاتی، وہ لوگ جو خال خال نظر آتے ہیں جن کی نگاہ میں اس عارضی زندگی کے آگے ایک مستقل اور ابدی زندگی ایک حقیقت بن کے موجود رہتی ہے اور وہ اسی ابدی زندگی کی راحتوں کے لیے تدبیریں بھی سوچتے ہیں اور محنت بھی کرتے ہیں یہی لوگ صحیح معنوں میں عاقبت اندیش ہیں بلکہ سچ پوچھئے تو انسان کا لفظ ایسے لوگوں کے لیے موزوں ہے ورنہ یہاں کی راحت و آرام کا خیال تو کسی حد تک ڈنگر ڈھور بھی رکھتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں ایک تو اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا کہ انسان وہ ہے جسے ابدی راحتوں کو سمیٹنے کی فکر ہو اور اسی ابدی راحت کے گھر کا نام جنت ہے ورنہ وہ بس مٹی کا ایک تودہ ہے جو متحرک نظر آتا ہے۔ دوسری حقیقت کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ ابدی راحت کے لیے تو انسان کو ان تھک محنت کرنے میں بھی گھاٹے کا سودا نظر نہیں آتا۔ اگر اسے کوئی تدبیر بتادی جائے جس کے اختیار کرنے میں اسے حد درجے کی مشقت اٹھانی پڑے تو وہ اسے بڑی خندہ پیشانی سے آمادہ ہو جانا چاہیے۔

ان دو حقیقتوں کی طرف اشارہ فرمانے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے اپنی رحمتہ للعالمینی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دیکھو اس ابدی راحت کے حصول کے لیے میں تمہیں آسان طریقہ بتاتا ہوں کہ اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کرو اور ابدی راحت کی ضمانت مجھ سے لو۔ یہ طریقہ دو وجہ سے آسان ہے اول یہ کہ اولاد کے دل میں فطری طور پر والدین کی خدمت کا جذبہ موجود ہوتا ہے بشرطیکہ آدمی اپنی بدتمیزی سے اس جذبہ کو خارجی تدبیروں سے ختم نہ

کردے تو معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت کرنا اس لیے آسان ہے کہ یہ انسان کی فطرت کی پکار ہے، جیسے دیکھنا آنکھ کے لیے آسان کام ہے کیونکہ دیکھنا آنکھ کی فطرت میں ہے ہاں آنکھ سے اگر سننے کا کام لیا جائے تو یہ اس کی فطرت کے خلاف ہوگا اس لیے مشکل ہوگا۔ دوسرا یہ کام اس لئے آسان ہے کہ یہ کسی غیر کی خدمت کرنا تو ہے نہیں کہ آدمی اس میں عار محسوس کرے بلکہ اپنے والدین ہیں انسان کو پالنے پوسنے میں ان کی قربانیوں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ آدمی آسانی سے شمار ہی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا یہ تو شرافت، احسان شناسی اور مروت کی دلیل ہے۔

یہ بشارت سنکر ایک آدمی جس کے والدین میں سے ایک ہی زندہ رہ گیا ہو وہ محسوس کرے گا کہ افسوس مجھے یہ موقع نہ ملا کہ ماں باپ دونوں کی خدمت کرتا تو حضور اکرم ﷺ نے ایسے شخص کی حسرت کو پورا کرنے کی یہ تدبیر ارشاد فرمادی کہ اگر کسی ایک کی خدمت کا موقع مل جائے اور وہ اس کی خدمت کا حق ادا کرے تو میں اس کے لیے بھی جنت کی ضمانت دیتا ہوں یہ رعایت کہ کام آدھا اُجرت پوری کیوں ہے اس لیے کہ۔

رحمت حق بہانہ می جوید
رحمت حق بہا نمی جوید

یعنی اللہ کی رحمت تو بہانہ چاہتی ہے یہ نہیں کہ جتنا کرو گے اتنا ہی ملے گا۔ بلکہ اصول یہ ہے کہ کرو تم اپنی ہمت اور استطاعت کے مطابق اور دے گا وہ اپنی عطا اور بخشش کے مطابق۔

یہ حصہ انسانی فطرت کا وہ پہلو ہے کہ نفع کی امید دلائی جائے تو آدمی کام کے لیے آمادہ ہوجاتا ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ کسی کام کے نہ کرنے کا نقصان بتادیا جائے جب بھی آدمی اس نقصان سے بچنے کے لیے کام کرنے پر تیار ہوجاتا ہے تو حضور اکرم ﷺ نے اس دوسرے پہلو سے بھی کام پر آمادہ کرنے کا موقع جانے نہیں دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص اتنا کم ظرف، اتنا ناعاقبت اندیش، ایسا بخیل اور ایسا مطلب پرست ہو کہ اس حقیر سی محنت سے بھی اتنی عظیم دولت حاصل کرنے کے لیے تیار نہ ہو اور جسے میری طرف سے جنت کی ضمانت دینے پر اعتماد نہ ہو وہ ذلیل ہوگیا اور یہ فقرہ آپ ﷺ نے تین بار دہرایا۔ اس سے ایک طرف تو ایسا ہونا یقینی نظر آئے گا دوسرا اسلوب یہ اختیار فرمایا کہ مستقبل میں ایک ہونے والے کام کے لیے ماضی کا صیغہ استعمال فرمایا یعنی کسی کو یہ شبہ بھی نہ ہو کہ دیکھا جائے گا خائب وخاسر، ناکام ونامراد ہوگیا۔

پھر ناک کا غبار آلودہ ہونا ایک ایسی ہیئت کذائی ہے ایک ایسی صورت ہے کہ ذرا چشم تصور کے سامنے لاکے دیکھو۔ ایک اینٹھتا اکڑتا ہوا جوان گردن بلند کئے سینہ تانے جارہا ہے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا اچانک منہ کے بل گرتا ہے راستہ کے غبار میں ناک دھنس جاتی ہے اٹھ سکتا نہیں۔ اب اس کی پہلی حالت کا اس حالت سے مقابلہ کرو کیا وہ مغرور انسان کسی کو منہ دکھانے کے قابل رہ جائے گا۔ دو لفظوں میں حضور اکرم ﷺ نے ذلت کی وہ تصویر کھینچ دی کہ اس سے بہتر کوئی طرز ادا کسی اور زبان میں مل نہیں سکتی۔

پھر اسلوب عجیب ہے کہ ذلیل ہونے والے کا نہ وصف بتایا نہ وجہ بتائی بلکہ بات کو ایک معمہ بنادیا۔ تاکہ سننے والوں کے دلوں میں اس فعل سے اور اس شخص سے انتہائی نفرت ہو۔ ایسا ہی ہوا۔ صحابہ کرام نے بڑی بے تابی سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ وہ کون ایسا بدبخت ہے؟ اس سوال میں تعجب بھی ہے، خوف بھی ہے اس وصف سے باز رہنے کے لیے آمادہ بھی ہے اور ایسے شخص سے بچنے کا عزم بھی ہے قربان جائیے حضور اکرم ﷺ کی طرز ادا کے۔

اس حدیث سے بلکہ اکثر احادیث اور آیات قرآنی سے

یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کام کے نتائج کو آخرت کے حوالے سے ذکر فرماتے ہیں۔ اچھے کاموں کا دنیوی فائدہ برے کاموں کا دنیوی نقصان بہت کم ذکر فرماتے ہیں۔ اس میں حکمت یہ نظر آتی ہے کہ اول تو اخروی راحت کا حصول اور اخروی ذلت سے بچنا مقصد کی حیثیت رکھتا ہے اور مقصد کی اہمیت ظاہر ہے۔ دوم یہ کہ دنیوی نفع و نقصان مشاہدے اور تجربے میں آ جاتا ہے کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اسی حدیث کے سلسلے میں آپ دیکھیں کہ جو شخص اپنے بوڑھے والدین کی خدمت میں عار سمجھنے لگے ہر شخص کی نگاہ میں وہ نہایت کمینہ اور گھٹیا شمار ہوتا ہے اور مسلم معاشرے میں نکو بن کے رہ جاتا ہے یہ ذلت نہیں تو اور کیا ہے اور ایسا آدمی خواہ کسی منصب اور مرتبے کا ہو ہر شخص کی نگاہ میں ذلیل تصور ہوگا اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ذلت و راحت کو آخرت کے حوالہ سے ذکر فرمایا۔

حدیث: عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلاَ بِاللَّعَّانِ. وَلاَ الْفَاحِشُ وَلاَ الْبَذِیُّ.

ترجمہ: حضرت ابو سعود روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ (کامل) مومن نہیں جو طعن کرنے والا ہوں اور لعنت کرنے والا ہو، یا فحش بکنے والا ہو یا بد کلامی کرنے والا ہو۔

تشریح: مومن کی سادہ اور جامع تعریف یہ ہے کہ جو شخص دل سے پختہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ نے جو ارشاد فرمایا ہے وہی حق ہے اور اس کے کسی جزو میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں اسے مومن کہتے ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ نے جس نظریہ حیات کی دعوت دی اس کا نام اسلام ہے اور اسلام کے معنی ہی امن، سلامتی اور اپنے آپ کو اللہ و رسول کے سپرد کر دینے کے ہیں۔ یعنی اپنی خواہشات اور اپنی پسند و ناپسند کو محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے تابع کر دینا ہے۔ کسی کو قتل کرنا یا جسمانی ایذا پہنچانا، امن کو فساد میں تبدیل کر دینا بھی ہے اور اللہ و رسول کی مخالفت بھی۔ لہٰذا ایسا شخص کس منہ سے مومن کہلانے کی جرأت کر سکتا ہے۔

انسان صرف اسی جسم کے ڈھانچے کا نام نہیں بلکہ اسی لفافے کے اندر روح بھی موجود ہے اس لیے انسان جسم اور روح کے مجموعے کو کہیں گے جب انسانی جسم کو ایذا پہنچانا اسلام کے خلاف ہے تو انسانی روح کو تکلیف دینا کیونکر فساد کا موجب نہ ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں اس دوسرے موضوع کی وضاحت فرمائی ہے۔

طعن کہتے ہیں نیزہ مارنے کو، ظاہر ہے کہ نیزے کی نوک سے انسانی جسم زخمی ہوتا ہے اسی طرح کسی کو طعنہ دینے سے اس کی روح تڑپ جاتی ہے۔ اس کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے۔ لہٰذا کسی کی روح کو ایذا پہنچانے والا مومن کیسے ہوا۔ یہ تو اس امر کا اظہار ہے کہ ایسے شخص کو محمد رسول اللہ ﷺ کی بات کا ذرا پاس نہیں۔

طعن کرنے والا دراصل ایک بیماری میں مبتلا ہوتا ہے اور بیماری بھی مہلک یعنی اس میں اپنی بڑائی کا احساس ہوتا ہے اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔ یعنی تکبر ہے اور تکبر تو شیطان کا خاصہ ہے۔ شیطان کی پیروی کرنے سے ایمان کہاں رہ سکتا ہے۔ دوسری برائی، کسی پر لعنت کرنا ہے۔ لعنت کا مطلب ہے اللہ کی رحمت سے محرومی اور اللہ سے دوری۔ جو شخص دوسرے پر لعنت کرتا ہے وہ اس ایک فعل سے کئی جرموں کا ارتکاب کرتا ہے۔ اول یہ کہ وہ جھوٹ بولتا ہے کیا اللہ نے اسے بتایا کہ جس شخص پر تم لعنت کر رہے ہو وہ میری رحمت سے محروم ہے اگر نہیں بتایا تو ظاہر ہے کہ اس نے بہت بڑا جھوٹ بولا دوسرا یہ کہ وہ اپنے آپ کو پاکباز اور پہنچا ہوا آدمی سمجھتا ہے یہ تکبر ہے اور سراسر

فریب نفس ہے۔ تیسرا یہ کہ اس نے دوسرے کو حقیر سمجھا یہی وہ چیز ہے جس نے ابلیس کو راندۂ درگاہ بنا دیا۔ اس نے یہی تو کہا تھا کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ تیسری برائی فحش بکنا ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں ایک تو گالی دینا دوسری جو انسانیت اور شرافت سے گری ہوئی باتیں ہوں۔ تیسری بے حیائی کی باتیں کرنا۔ غرض بکنے کا میدان بڑا وسیع ہے اسی لیے کسی عارف نے کہا ہے۔ "کہنے کی ایک حد ہے بکنے کی حد نہیں ہے۔" اور اگر کوئی شخص فحش بکنا عادت بنا لے یا اسے عبادت سمجھنے لگے تو ایسے شخص کا ایمان اور اسلام سے دور کا تعلق بھی نہیں رہتا۔ لہٰذا مومن بننے کے لیے ضروری ہے کہ انسان ان تینوں برائیوں سے بچنے کا پورا پورا اہتمام کرے۔

عن عبداللّٰہ بن مسعود. قال قال رسول الله علیه وسلم سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْق" وَقِتَالُهٗ كُفْر"

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔

تشریح: اسلام نام ہے اللہ و رسول کی فرمانبرداری کا۔ اسلام کی ضد یا الٹ دو چیزیں ہیں۔ ایک ہے نافرمانی اس کو فسق کہتے ہیں دوسری چیز ہے صاف انکار اس کو کفر کہتے ہیں نافرمانی اور انکار میں بڑا فرق ہے نافرمانی کی صورت یہ ہوتی ہے کہ آدمی اللہ و رسول کے حکم کو برحق تسلیم کرتا ہے مگر کسی وقتی جذبہ مثلاً غصہ یا مخالفت کی وجہ سے جذبات سے مغلوب ہو کر اللہ و رسول کے حکم کے خلاف کر بیٹھتا ہے پھر جب ہوش آتی ہے تو نادم ہوتا ہے توبہ کرتا ہے مگر کفر کی صورت یہ ہے کہ آدمی سرے سے اللہ و رسول کی بات پر یقین ہی نہیں کرتا۔ باتیں دونوں بری ہیں مگر دوسری بات تو اتنی بری ہے کہ اس کے آگے برائی کا کوئی اور درجہ نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے اس چھوٹی اور بڑی دونوں برائیوں کی حقیقت واضح فرما دی کہ اول مسلمان کو گالی دینا اللہ و رسول کی نافرمانی یعنی فسق ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی عزت و تکریم کرنے کا حکم دیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے مسلمان کو ایذا پہنچانے سے منع فرمایا ہے گالی دینا مسلمان کی توہین کرنا بھی ہے اور اس کو ذہنی ایذا پہنچانا بھی ہے اور اس کو حقیر سمجھنا اور ذلیل کرنا بھی ہے اور یہ سب باتیں اللہ کی نافرمانی کی باتیں ہیں۔ مگر اس درجہ کی ہیں کہ انسان کو جب یہ یاد آ جائے کہ اللہ اور رسول سے میرا ایک تعلق ہے تو وہ توبہ کر کے اللہ سے معافی مانگ سکتا ہے اور جس کو گالی دی ہے اس سے بھی معافی مانگ کر اس نقصان کا ازالہ کر سکتا ہے۔ اس لیے گالی دینے کو حضور اکرم ﷺ نے فسق قرار دیا ہے۔ دوسری برائی مسلمان کو قتل کرنا ہے اس فعل کو نبی کریم ﷺ نے کفر قرار دیا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ اعلان فرمایا کہ جو شخص جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کرے اسکی سزا ابدی جہنم ہے اور یہ سزا صرف کافر کے لیے مقرر ہے جب اس فعل کی سزا وہ ہوئی جو کافر کی سزا ہے تو اس فعل کے کفر ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو امن اور سلامتی کی تعلیم دیتا ہے۔ کسی مسلمان کی عزت نفس کو مجروح کرنا یا اسے ذلیل و رسوا کرنا یا اس کی جان لینا اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ اس لیے حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں برائیوں سے بچنے کے لیے نہایت عمدگی سے تنبیہ فرمائی کہ ایک کا نام فسق رکھا اور دوسری کا کفر۔ اب اگر کوئی مسلمان رہ کر بھی ان سے بچنے کی فکر نہ کرے تو یہ مسلمان کا لیبل اس کے کسی کام نہ آئے گا۔

خوشخبری

حضرت امیر المکرم کے نو دریافت طبی نسخوں میں اضافہ

حضرت امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ صحیح معنوں میں ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو ان کی دسترس سے باہر ہو۔ طب و حکمت سے تو بطور خاص ہر دور میں صوفیاء عظام اور علماء کرام کو خاص شغف رہا۔ حضرت امیر المکرم بھی اس شعبہ میں پیچھے نہیں اور مختلف جڑی بوٹیوں اور قدرتی اجزاء سے ایسے نسخہ جات دریافت فرما رہے ہیں جو مختلف بیماریوں سے نجات کیلئے انتہائی موثر ہیں حال ہی میں حضرت امیر المکرم کے نو دریافت نسخہ جات میں انتہائی خوش آئند اضافہ ہوا ہے۔ ضرورت مند استفادہ کر سکتے ہیں۔

کلسٹرو کیئر Cholestro Care (Rs. 200)	کلیسٹرول کو صحیح حالت پر رکھتا ہے۔	Cough Ez (Rs. 30)	کھانسی کیلئے گولیاں
پین گو Pain Go (Rs. 100)	مالش کیلئے ہر طرح کے درد کیلئے مفید ہے	کیوریکس Curex (Rs. 225)	جوڑوں کے درد اور کمر کے درد سمیت ہر قسم کے دردوں کیلئے
ہیر گارڈ آئل Hair Guard Oil (Rs. 500)	بالوں کی صحت کیلئے مفید ہے۔	Detergent Super Wash (Rs. 75)	Shampoo Hair Care (Rs. 100)

0321-6569339

ملنے کا پتہ:

دار العرفان منارہ ضلع چکوال فون 0543-562200

17-اویسیہ ٹاؤن شپ، لاہور فون 042-35182727

علوم جدیدہ اور دینیہ کا حسین امتزاج۔ اقبال کے شاہینوں کا مسکن۔ راولپنڈی بورڈ اور پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے الحاق سے مسلسل دس سال راولپنڈی بورڈ سے

پوزیشن لینے والا واحد ادارہ

پری کیڈٹ تا ایف ایس سی

صقارہ سائنس کالج

ہاسٹل کی سہولت موجود ہے

داخلہ جاری ہے

(پری میڈیکل، پری انجینئرنگ)	داخلہ ایف ایس سی پارٹ 1	پری کیڈٹ اور آٹھویں جماعت	طلباء کی کردار سازی کے ساتھ ساتھ چار گھنٹے رات ساڑھے دس بجے تک قابل اساتذہ کی نگرانی میں کوچنگ کا اہتمام
ہاسٹل کی سہولت بہترین موسم	صحت افزاء مقام	شاندار مستقبل کیلئے نادر موقع	

پرنسپل حاجی محمد خان ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی، ایم ایڈ (ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر محکمہ تعلیم گورنمنٹ آف پنجاب)

مزید معلومات کیلئے براہ راست رابطہ کریں۔

صقارہ سائنس کالج دار العرفان منارہ ڈاکخانہ نور پوری ضلع چکوال۔ فون نمبر: 0543-562222, 562200

FOR FEED BACK: SIQARIAH@SIQARAHEDU.COM, SIQARAHEDU.COM
VICEPRINCIPAL@SIQARAHEDU.COM , VISIT AT: WWW.SIQARAHEDU.COM

بعثت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم

18-02-2011

شیخ المکرم حضرت امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ ..... (ال عمران: 164)

ان آیات مبارکہ کا عام فہم مفہوم عرض کئے دیتا ہوں۔

یقیناً اللہ نے ایمان والوں پر بہت بڑا احسان فرمایا جب اس نے ان میں سے اپنا رسول ﷺ مبعوث فرمایا جو انہیں تلاوت آیات سے آگاہ فرماتے ہیں۔ انہیں پاک کرتے ہیں ان کا تزکیہ فرماتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس سے پہلے تمام لوگ واضح اور کھلی گمراہی میں تھے۔

حضور اکرم ﷺ کی ذات مخلوق میں بے مثال ہے بلکہ ذات اقدس ﷺ، اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان رابطے کی واحد کڑی ہے۔ تمام انبیاء کو جو انعامات نصیب ہوئے اس میں بھی واسطہ حضور اکرم ﷺ ہی ہیں۔ اور ساری مخلوق کو جو نعمتیں تقسیم ہوتی رہی ہیں، ہو رہی ہیں اور ہوں گی، ازل سے لے کر قیام قیامت تک اور قیامت کے بعد مومنوں میں جو نعمتیں تقسیم ہوں گی ان سب کا واسطہ اور ذریعہ نبی کریم ﷺ کی ذات ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء: 107) عالمین میں اللہ کی ذات کے علاوہ ساری مخلوق ہے۔ عرش بھی مخلوق ہے آسمان بھی مخلوق ہے جو کچھ زمین میں ہے، ستاروں میں ہے، سیاروں پر ہے، آسمانوں پر ہے، عرش میں ہے، نوری ہے یا مادی، کسی بھی طرح کی کوئی مخلوق ہے سب تخلیقات باری ہیں ساری مخلوق کو دنیاوی برکات، دنیاوی زندگی، عدم سے وجود، وجود میں مختلف خصوصیات، مختلف نعمتیں یہ سب کچھ جو اللہ کی طرف سے عطا ہو رہا ہے اس میں واسطہ ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔

جہاں تک آپ ﷺ کے ذکر خیر کا تعلق ہے تو حضور ﷺ کی ذات سے وابستہ کسی بھی پہلو کا ذکر کرنا بہت محبوب، محمود اور مقبول ہے۔ آپ ﷺ کی ذات والا صفات کا ذکر ہو، وجود عالی کا ذکر ہو، آپ کے متعلقین کا ذکر ہو، ازواج مطہرات کا ہو، صحابہ کرامؓ کا ہو، اہل بیت اطہار کا ہو، حضور ﷺ کے ملک کا ہو، حضور ﷺ کی زبان حق ترجمان کا ذکر ہو، عرب کا ہو، عربی کا ہو، حضور ﷺ کے خاندان کا ہو کسی بھی وسیلے سے حضور ﷺ کا ذکر کرنا انتہائی نعمت ہے۔ یہ بڑی سعادت ہے کہ کسی کو حضور اکرم ﷺ کا ذکر خیر کرنا نصیب ہو جائے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں نے وظائف کے لئے کچھ وقت مختص کر لیا ہے جس میں میں صرف وظیفے پڑھتا ہوں اور اس وقت کی تقسیم میں نے یوں کی ہے کہ تین حصے تو میں دوسرے وظائف، تسبیحات، تلاوت کرتا ہوں اور ایک حصہ درود شریف پڑھا کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر درود زیادہ کر لو تو بہتر ہے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پھر میں آدھا وقت درود شریف پڑھوں گا اور آدھا وقت باقی وظائف۔ فرمایا درود اور زیادہ کر لو۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں سارے وقت کے تین حصے درود شریف پڑھوں گا اور ایک حصہ دوسرے وظائف تو فرمایا

اور زیادہ کرلو۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں سارے وقت کے تین حصے درود شریف پڑھوں گا اور ایک حصہ دوسرے وظائف تو فرمایا اور زیادہ کرلو۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ تو کیا میں سارا وقت درود شریف نہ پڑھتا رہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم ایسا کرو گے تو دنیا وآخرت کی ساری نعمتوں کے لئے تمام راحتوں کے لئے یہ کافی ہے۔

حضور ﷺ کا ذکر خیر ہم ہر نماز کے ہر التحیات میں صلوۃ و سلام پیش کر کے کرتے ہیں۔ التحیات پورا پڑھیں یا آدھا۔ چار رکعت ہوں تو دو دفعہ التحیات آجاتا ہے۔ دو رکعت ہوں تو ایک دفعہ آتا ہے۔ باوضو قبلہ رو عین حالت نماز میں ہم پڑھتے ہیں۔ السلام علیک ایھا النبی۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی ﷺ ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصلحین۔

اور اس سلام کی برکت سے ہم اپنے لئے اور اللہ کے تمام نیک بندوں کے لئے سلامتی طلب کرتے ہیں۔ تو حضور ﷺ کا ذکر خیر ہو، آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے بارے میں ہو، آپ ﷺ کے بچپن کے بارے ہو، جوانی کے بارے ہو، ہر طرح سے خیر ہی خیر ہے، برکت ہی برکت ہے لیکن ایک بات یاد رہے ذکر نبی ﷺ کا ہو تو یہ وہ بارگاہ ہے جہاں محبت اور عشق بھی ادب کے پابند ہیں۔ محبت اور عشق ایک ایسا جذبہ ہے جو قواعد وضوابط کو نہیں مانتا۔ جس کے اپنے ضابطے ہوتے ہیں۔ جس کی اپنی بے تابیاں ہوتی ہیں، اپنی بے قراریاں ہوتی ہیں، لیکن یہ وہ بارگاہ ہے

"ادب گا ہیست زیر آسمان از عرش نازک تر"

یہ وہ ادب گاہ ہے جو ہے تو آسمانوں کے نیچے زمین پر لیکن یہ عرش سے بھی نازک تر معاملہ ہے۔

"نفس گم کردہ می آیند ابو بکر و عمر ایں جا"

شاعر نے تو کہا تھا۔

"نفس گم کردہ می آیند جنید و بایزید ایں جا"

لیکن میں اس میں تصرف کر کے پڑھا کرتا ہوں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل البشر بعد از انبیاء ہیں اور اونچا سانس نہیں لیتے تھے، اونچی آواز نہیں نکالتے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نفس گم کردہ تشریف لاتے تھے، حاضر ہوتے تھے تو اونچا سانس نہیں لیتے تھے، اونچی آواز نہیں نکالتے تھے۔

حضور ﷺ کا ذکر خیر ہو تو ہم اقوام غیر کی طرح اسے جلوس میں ڈھال دیں شور وشغب میں ڈھال دیں، پٹاخے چلائیں، دیئے جلائیں، روشنیاں کریں اور شور وشغب ہو یہ بہت بڑی نادانی ہے یہ ذکر خیر ادب کا متقاضی ہے۔ اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ یہ محافل مساجد میں منعقد کی جائیں۔ باوضو قبلہ رخ بیٹھ کر ادب واحترام سے سنی جائیں حضور ﷺ کے فضائل بیان ہوں، معجزات بیان ہوں اور سب سے ضروری یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جو تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں ان پر روشنی ڈالی جائے۔ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت صرف مسلمانوں کا حصہ نہیں ہے۔ میں عرض کر چکا کہ ولادت باسعادت سے ساری مخلوق مستفید ہوئی۔ کافر بھی مستفید ہوتا ہے۔ کافر کو جو دنیاوی نعمتیں مل رہی ہیں ان کا واسطہ بھی حضور ﷺ کی ذات ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے دنیا میں آنے کے بعد اجتماعی عذاب اٹھا لئے گئے تو کافروں سے بھی اجتماعی عذاب اٹھ گیا یہ فائدہ تو کافر کو بھی پہنچا۔ یعنی ولادت باسعادت سے فرش کے ذرے سے لے کر عرش عظیم تک ساری مخلوق کو فائدہ پہنچا، اس میں مسلم اور غیر مسلم سب شریک ہیں۔ لیکن مومن کی بات الگ ہے اللہ کریم مومنوں کا تذکرہ الگ فرماتے ہیں۔ مومنوں کی بات الگ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ یقیناً اللہ نے مومنوں پر، ایمان والوں پر، مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا۔

اللہ کے انعامات تو شمار نہیں ہو سکتے اس نے عدم سے وجود عطا فرمایا اور ایک ہزار کھرب سیل جوڑ کر انسانی وجود ترتیب دیا، ہر سیل کی اپنی حیات ہے اس کی اپنی موت ہے۔ کوئی سیل چھ مہینے سے زیادہ نہیں چلتا۔ ایک انسانی وجود میں موت و حیات کا اتنا بڑا بازار گرم ہے کہ ہر وجود میں چھ مہینے کے اندر دس کھرب موتیں ہو جاتی ہیں۔ دس کھرب نئے سیل پیدا ہو جاتے ہیں۔ اللہ کریم نے انسان کو عجیب دماغ دیا، عجیب و غریب بینائی دی، عجیب قوت شنوائی، قوت حافظہ اور قوت بیاں عطا کی۔ علوم کے خزانے عطا فرمائے اور بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں لیکن جب خالق کائنات نے نعمت عظمیٰ کی بات کی تو یہ ساری نعمتیں پیچھے رہ گئیں۔ اور فرمایا میں نے مومنین پر بہت بڑا احسان کیا۔ یہ نعمتیں تو سب کے پاس ہیں۔ یہ وجود کے سیل تو کافر کے پاس بھی ہیں، بے دین کے پاس بھی ہیں، بدکار کے پاس بھی ہیں، جانور کے پاس بھی ہیں، نباتات، جمادات کے پاس بھی ہیں، ساری کائنات ان چھوٹے چھوٹے ذرات کا بنایا ہوا کھیل ہے جو اللہ نے ترتیب دے دیا۔ تو فرماتے ہیں۔ میں نے مومنین پر بہت بڑا احسان کیا۔ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ جب میں نے اپنے ایک بندے کو اپنا رسول مبعوث فرمایا اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا یعنی مومن کو فخر کرنا ہے، مومن کو بیان کرنا ہے مومن کو ذکر خیر کرنا ہے تو بعثت کو بھولنا نہیں چاہئے اسے پوری توجہ بعثت عالی پر دینی ہے۔

بعثت عالی میں کیا خصوصیت ہے کہ اللہ کریم نے اسے اپنا اتنا بڑا احسان فرمایا؟

بعثت عالی کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہے يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ اللہ کی آیات ان پر تلاوت فرماتے ہیں۔

کر دیا ہم سخن بندوں کو خدا سے تو نے

عام آدمی کو اللہ سے ہم سخن، ہم کلام کر دیا اب ہر شخص کلام الٰہی کی تلاوت کر سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ایک ارشاد کا مفہوم ہے کہ اگر تم اللہ کریم سے باتیں کرنا چاہو فَلْيَقْرَاءُ الْقُرْآنَ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ قرآن کو کھول کر پڑھو اللہ کریم تم سے بات کرے گا۔ ہم قرآن کی تلاوت کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی کتاب ہے۔ لوگوں کے لئے ہے، کسی دن اس طرح تلاوت کریں کہ قرآن مجھ سے کیا کہہ رہا ہے اور آپ کو اگر ترجمہ آتا ہو یا آپ ترجمہ پڑھنے کا تکلف کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اللہ تو آپ سے بات کر رہا ہے کہ میرے بندے تجھے یہ کرنا ہے یہ نہیں کرنا۔ اس طرح جینا ہے اس طرح نہیں جینا۔ اس طرح بات کرنی ہے، اس طرح کا لباس پہننا ہے۔ اس طرح سے روزی کمانی ہے۔ اس طرح سے خرچ کرنا ہے، والدین کے ساتھ کس طرح رہنا ہے، اولاد کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا ہے، بیوی کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا ہے، بہن بھائیوں کے ساتھ کیا رشتہ ہو گا؟ قوم و ملک سے کیا برتاؤ کرو گے؟ بین الاقوامی طور پر عالم انسانیت کے ساتھ تمہارا رشتہ کیا ہو گا؟ ایک ایک بات پر توجہ دے کر قرآن ہمیں سمجھاتا ہے۔ ہم سے بات کرتا ہے اور قرآن اللہ کا کلام ہے اور بندے سے اللہ ہم کلام ہو رہا ہے کہ یہ کرو یہ نہ کرو۔ یہ اتنی بڑی نعمت متعلق ہے بعثت عالی سے۔

اور پھر فرمایا یہی نہیں کہ اللہ کی آیات تلاوت فرماتا ہے۔ وَ يُزَكِّيْهِمْ ان کو پاک کر دیتا ہے۔ ان کا تزکیہ فرما دیتا ہے۔ یاد رکھیں! تعلیمات نبوت کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ نبی علیہ السلام جو بات ارشاد فرماتا ہے ایمان والے، ماننے والے کے اندر اس کی کیفیت اتر جاتی ہے اور جب کلام الٰہی کی کیفیت اللہ کے رسول ﷺ کے قلب اطہر سے ہو کر مومن میں اترتی ہے تو وہ سارے وجود کا تزکیہ کر دیتی ہے، اسے پاک کر دیتی ہے بلکہ اس کا ایک ایک سیل ذاکر ہو جاتا ہے۔ ایک وجود میں ایک ہزار کھرب سیل ہیں۔ دنیا کی

آبادی چھ ارب کے لگ بھگ ہے۔سو ارب ہوں تو ایک کھرب بنتا ہے اور ایک ہزار کھرب انسانی وجود کے اندر سیل ہیں گویا نبی مومن کے دل میں وہ برق تپاں اتار دیتا ہے کہ ایک سانس میں اگر اس کا ایک سیل ایک بار بھی اللہ کہے تو اس کا وجود ایک ہزار کھرب مرتبہ اللہ کہتا ہے تو کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس انعام باری کا۔

فرمایا میرے نبی ﷺ نے، تلاوت آیات فرمائی اور وَ یُزَکِّیۡهِمۡ ان کا تزکیہ کر دیا ہر سیل کو ذکر الٰہی پہ لگا دیا۔ ہر سیل اللہ کے نام سے پاک ہو گیا اور ہر سیل میں انوارات وتجلیات الٰہی کی کرن پھوٹ گئی۔ یہ نعمت کس نے عطا کی؟ کس کے طفیل عطا ہوئی؟ اللہ نے عطا کی اور محمد الرسول اللہ ﷺ کے طفیل عطا ہوئی۔ ہمیں حضور ﷺ کی طرف سے عطا ہوئی، پھر اس پہ بس نہیں کہ اللہ کی آیات تلاوت فرماتے ہیں اور تزکیہ فرما دیتے ہیں پورے وجود کو پاک کر دیتے ہیں۔ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ اس کتاب کے مفہوم و معانی تلقین فرماتے ہیں، حکمت و دانائی یعنی قرآن کے مطالب، مفاہیم جتنے بھی ہیں وہ حقیقی دانائی ہیں۔ حقیقتاً انہیں دانائی کہا جا سکتا ہے۔ ارشادات رسول ﷺ حکمت ہیں تو اللہ کا رسول ﷺ اللہ کی آیات تلاوت فرماتا ہے انہیں پاک کر دیتا ہے۔ ثُمَّ تَلِیۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰهِ (زمر) ان کی کھال سے کر نہاں خانہ دل تک وجود کا ہر سیل ذاکر ہو جاتا ہے۔ پھر اس کتاب کی تعلیم فرماتا ہے اور دانائی یعنی اس کے مطالب ومفاہیم ارشاد فرماتا ہے۔ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۔ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے سارے لوگ ایسی گمراہی میں تھے جسے وہ مانتے تھے کہ یہ گمراہی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا سے اٹھائے جانے کے بعد کم وبیش پانچ صدیوں کا فاصلہ ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی رفع آسمانی کے بعد یہ پانچ سو سالہ دور''عہد فترت'' کہلاتا ہے۔ اس میں کوئی نہیں جانتا تھا کہ اللہ کون ہے، اللہ کیسا ہے، کچھ خوش نصیب لوگ جو گنتی کے لوگ تھے جو بہت کم تھے وہ اللہ کو مانتے ضرور تھے۔ وہ کہتے تھے کہ کوئی دوسرا پروردگار نہیں ہو سکتا، اللہ ہی پروردگار ہے لیکن اللہ کی ذات کیسی ہے، اس کی صفات کیسی ہیں، اللہ کیا چاہتا ہے، اس کی عبادت کا کیا طریقہ ہے، اللہ ہم سے کیا چاہتا ہے، اس کی صفات کیا ہیں، اللہ کس بات سے ناراض ہوتا ہے، اس کی ناراضگی اور خفگی کی وجوہات کیا ہیں؟ یہ بتلانے والا کوئی نہ تھا اور بہت تھوڑے لوگ تھے جنہوں نے تلاش کی، جستجو کی۔ بہت سے کلیساؤں میں گئے، علماء بنی اسرائیل کے پاس گئے، اہل کتاب کے پاس گئے کہ ہمیں اللہ کی ذات وصفات کے بارے بتایئے تو وہ بھی انہیں کہتے تھے کہ ہم کچھ نہیں جانتے، ہمارے پاس سنی سنائی باتیں ہیں، اللہ کا آخری نبی مبعوث ہوگا اور وہی یہ باتیں ارشاد فرمائے گا اس کا انتظار کرو۔ تاریخ بھری پڑی ہے ان حقیقتوں سے..........اور جب حضور ﷺ کی بعثت ہوئی تو

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اس کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

دنیا میں فلاسفر بھی تھے، تاریخ داں بھی تھے، ادیب بھی تھے، دانشور بھی تھے، بڑے بڑے قادر الکلام شاعر بھی تھے، ہر شعبہء زندگی کے بڑے بڑے ماہر تھے لیکن ذات باری، صفات باری سے نہ کوئی خود آشنا تھا نہ کسی دوسرے کو بتا سکتا تھا۔ یہ راز بتایا محمد رسول اللہ ﷺ نے۔ آج ایک ان پڑھ چرواہا بھی یہ ضرور جانتا ہے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ اس حقیقت کا تعلق بعثت عالی سے ہے۔

ولادت باسعادت ہوئی ربیع الاول میں، بعثت عالی رمضان شریف میں ہوئی۔ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ : شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ اس لئے کہ قرآن کا نزول رمضان المبارک میں شروع ہوا اور ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔ گویا ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی

الثانی، رجب، شعبان چھ مہینے بعد جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس چھ ماہ تھی تو رمضان المبارک میں نزول وحی ہوا۔ یعنی بعثت عالی کا مہینہ کون سا بنتا ہے رمضان المبارک اور بعثت عالی، یہ اس بوڑھے آسمان نے دیکھا ایک وقت ایسا بھی تھا جب حضور ﷺ اکیلے تھے جو اس کی ذات کو اس کی صفات کو جانتے تھے۔ غار حرا میں جب نزول وحی ہوا تو یہ حقیقت اکیلے محمد الرسول اللہ ﷺ کے پاس تھی۔ جب آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو عورتوں میں پہلی خاتون جس نے ایمان قبول کیا وہ حضرت خدیجہ الکبریٰ تھیں۔ مردوں میں جسے سب سے پہلے یہ سعادت نصیب ہوئی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک سے دو ہوئے۔ ایک بندہ مسلمان ہوا پھر دو ہوئے پھر تین ہوئے پھر چار ہوئے۔ اس طرح اللہ کی معرفت اللہ کی پہچان کی بنیاد رکھی گئی جو مقصد تخلیق ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کُنتُ کَنزًا مَخفِیاً فَاَ حبَبتُ اَن اُعرَف فَخَلَقتُ الخَلق۔ اللہ کریم فرماتے ہیں میں تھا اور کوئی مجھے جانتا نہیں تھا، میری معرفت کسی کو نہیں تھی۔ مخلوق بھی تھی تو وہ حکم کی تابع تھی حاکم کی طرف دیکھنے کی کسی کو جرات نہ تھی۔ اللہ تھا مخلوق نہیں تھی۔ اللہ نے عدم سے مخلوق پیدا فرمائی۔ اس میں سمندر اور دریا بنائے۔ زمین بنائی، آسمان بنائے۔ پھر فرشتے پیدا کر دیئے۔ زمین پر جن آباد کر دیئے۔ یہ ساری مخلوق تھی بھی تو وہ اللہ کی ذات سے آگاہ نہ تھی۔ کُنتُ کَنزًا مَخفِیاً۔ میں تو ایک پوشیدہ خزانہ تھا جسے کوئی نہیں جانتا تھا۔ مخلوق حکم کی تابع تھی حاکم سے واقف نہیں تھی۔ "فَاَ حبَبتُ اَن اُعرَف" مجھے یہ بات بھلی لگی کہ کوئی مجھے جاننے والا بھی ہو، کوئی ایسا بھی ہو جسے میں شعور عطا کروں کہ وہ میری معرفت حاصل کرے، مجھے پہچانے، میرے احسانات کو یاد کرے، میری ذات کی عظمت، اپنی حیثیت کے مطابق پہچانے اور پھر اس کا دل اسے مجبور کر دے کہ یہ بارگاہ ایسی ہے کہ جس میں سر بسجود ہونا چاہیے۔ یہ بارگاہ ایسی ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ یہ بارگاہ ایسی ہے جس کی کوئی مثال نہیں اور یہ ذات ایسی ہے کہ جس کی ناراضگی ایسی ہے جو مجھے کسی قیمت پر گوارا نہیں۔ جان جاتی ہے تو چلی جائے لیکن اس بارگاہ کی رضا مندی میرا مقصد حیات ہے۔ کوئی ایسی مخلوق بھی ہونی چاہئے۔ فَخَلَقتُ الخَلق تو میں نے مخلوق پیدا کر دی۔ اب جب انسانیت وجود میں آئی تو اسے معرفت حق کون بتائے؟ سو پہلا انسان جسے دست قدرت نے تخلیق فرمایا وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللہ کا نبی بھی تھا۔ یہ نبوت ہی ہے جو نور معرفت عطا کرتی ہے۔ اور تب سے لے کر بعثت عالی تک مختلف شہروں، قریوں، ملکوں، قوموں میں اللہ کے نبی مبعوث ہوتے رہے۔ لیکن یاد رکھیں ہر نبی ایک خاص قوم کے لئے مبعوث ہوا کسی علاقے کے لئے مبعوث ہوا، ایک خاص وقت کے لئے مبعوث ہوا۔ اس کے بعد دوسرے نبی علیہ السلام اور رسول علیہ السلام آتے رہے، کتابیں نازل ہوئیں، صحیفے نازل ہوئے لیکن جب آقائے نامدار ﷺ مبعوث ہوئے تو پھر ساری کائنات کے لئے اور سارے اوقات کے لئے اور ہمیشہ کے لئے نبوت نازل ہوگئی۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے نبوت کی تکمیل فرما دی اور آپ ﷺ پر جو کتاب نازل ہوئی وہ ساری کتابوں کا نچوڑ ہے اور اس میں ساری کتابوں کے احکام منسوخ کر کے اپنے احکام نافذ کئے۔ اللہ کی نازل کردہ کتابوں، صحیفوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان کا منکر کافر ہوگا، لیکن عمل قرآن پر ہوگا جو محمد رسول اللہ ﷺ پہ نازل ہوا۔ تمام نبیوں کے ساتھ ایمان رکھنا لازم ہے لیکن اتباع محمد رسول اللہ ﷺ کی ہوگی۔ تمام نبیوں کے ساتھ ایمان ضروری ہے سارے رسول برحق تھے، ساری کتابیں برحق لیکن عمل ہوگا محمد رسول اللہ ﷺ کی کتاب پر اور اتباع ہوگا محمد رسول اللہ ﷺ کا اور یہ نعمت اللہ نے نازل فرمائی جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی۔

حضور ﷺ کو رمضان المبارک میں مبعوث فرمایا گیا۔ عمر

شریف چالیس برس اور چھ ماہ کے لگ بھگ تھی جب حرا میں پہلی وحی اتری اور جب اسلام کا بیج بویا گیا اور پھر اس سے کتنے لوگ شرف صحابیت سے سرفراز ہوئے؟ صحابی کیا ہے؟ محبت رسول ﷺ سے مستفید ہونے والا جس نے اپنی زندگی میں ایمان کے ساتھ ایک لمحہ بھی حضور ﷺ کی صحبت اختیار کر لی یا حضور ﷺ کی نگاہ عالی اس پر پڑ گئی اور وہ شرف صحابیت سے سرفراز ہو گیا۔ اب کوئی غیر صحابی خواہ وہ کتنا ہی پہنچا ہوا ہو، کتنا ہی بڑا بزرگ ہو، صحابی رضی اللہ عنہ کے جوتے پر جو خاک پڑ گئی ہے اس کے درجے کو بھی نہیں پا سکتا خواہ اس کے منازل اتنے بلند ہو گئے اور اللہ کے نزدیک وہ اتنا مقرب ہو گیا کہ اللہ کا ولی ہو گیا۔ ہم اولیاء اللہ کی کتنی عزت کرتے ہیں اپنے بس سے زیادہ کرتے ہیں۔ جہاں وہ دفن ہیں ان کی قبور کا احترام کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر سارے لوگ ولایت کی انتہا کو پالیں اور سب کی ولایت جمع کی جائے تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی گرد پا کو نہیں پہنچ سکتے۔ اندازہ کیجئے کتنی مخلوق شرف تابعیت، تبع تابعیت سے مشرف ہوئی اور کتنی مخلوق کو ولایت علیا نصیب ہوئی۔ ولایت اعلیٰ نصیب ہوئی، ولایت الٰہی نصیب ہوئی اور قیامت تک کتنوں کو نصیب ہوتی چلی جائے گی یہ سارا فیض کس کا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کا اور اس کی ابتداء ہوتی ہے بعثت عالی سے۔ یہ خزانے جو لٹائے جا رہے ہیں ان کی ابتداء ہوتی ہے بعثت رسالت سے۔ بعثت محمد رسول اللہ ﷺ سے۔ اسی کو قرآن حکیم کہہ رہا ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا۔ اللہ نے مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا جسے انسان گن نہیں سکتا، شمار نہیں کر سکتا اور وہ ہے کہ جب ان میں سے اس نے اپنا رسول ﷺ مبعوث فرما دیا۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے دل زندہ چاہئے، زندہ وجود چاہئے، وجود میں وہ سیل چاہئیں جو اللہ اللہ کرتے ہوں وہ ذرات بدن چاہئیں جن میں انوارات باری ہوں وہ دماغ چاہئے جن میں عظمت باری ہو۔ وہ دماغ چاہئے جس میں قرآن وحدیث کا علم ہو اور وہ ذہن چاہئے، وہ سوچ چاہئے، وہ فکر چاہئے، جس میں عشق محمد رسول اللہ ﷺ ہو ورنہ ان باتوں کی سمجھ نہیں آتی۔ یہ بارگاہ وہ بارگاہ نہیں جس طرح کافر اپنے بتوں کو اٹھا کر جلوس نکال لیتے ہیں یا بے دین مختلف تہواروں پہ ہلہ گلہ کر لیتے ہیں اسی طرح پٹاخے چل رہے ہیں اور تماشا ہو رہا ہے اور مختلف تصویریں بنائی جا رہی ہیں۔ یہ وہ بارگاہ نہیں ہے۔ یہ وہ بارگاہ ہے کہ جہاں اونچا دم لینا بھی ساری عمر کی عبادتوں کو ضائع کر سکتا ہے۔ کیسے کیسے لوگ تھے بارگاہ نبوی میں حاضر وہ لوگ تھے جنہوں نے تیرہ (13) برس تک حضور ﷺ کی غلامی کے لئے دنیا کی ہر اذیت برداشت کی ان کے وجود گرم سلاخوں سے داغے گئے، گرم ریت پر لٹا کر سینے پر پتھر رکھے گئے، کوڑے مارے گئے، شہید کئے گئے، زخمی کئے گئے، بھوکا پیاسا رکھا گیا۔ کون سا ظلم ہے جو مجبور مسلمانوں پر مکہ مکرمہ کے رہنے والے مشرکین نے روا نہ رکھا ہو لیکن انہوں نے غلامی محمد ﷺ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ دامان رسالت ﷺ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ہر دکھ برداشت کیا۔ حتیٰ کہ گھر چھوڑ دیئے، شہر چھوڑ دیا، جائیدادیں چھوڑ دیں، جمع پونجی چھوڑ دی اور خالی ہاتھ ہجرت کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں چلے گئے۔ سب کچھ قربان کر دیا۔ پھر مدینہ منورہ پر حملہ، بدر میں احد میں، خندق میں کفار و مشرکین نے بڑا زور لگایا لیکن انہوں نے جانیں دیں یا زخمی ہوئے، قربانیاں دیں لیکن حق غلامی ادا کرتے رہے۔

یہی وہ لوگ تھے یعنی انصار مدینہ جنہوں نے حضور ﷺ کو دعوت دی کہ آپ مدینہ تشریف لائیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مجھے دعوت دے کر تم کس بات کو دعوت دے رہے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم جانتے ہیں کہ پوری دنیا نے کفر کی دشمنی کو ہم دعوت دے رہے ہیں۔ آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائیں، ہماری جان، ہمارے مال آپ پر قربان ہوں، ہم

پوری دنیائے کفر کا مقابلہ کریں گے ہمیں یہ سودا منظور ہے یا پھر وہ لوگ تھے جو خدمت عالی میں آ کر بیٹھتے تھے۔ انہوں نے بھی بدر واحد میں اور تمام غزوات میں داد شجاعت دی۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ جب میرے نبی ﷺ کی مجلس میں آتے ہو لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۔ خبردار نبی کریم ﷺ کی مجلس میں تمہاری آواز بلند نہ ہو (الحجرات:2) نبی کریم ﷺ انتہائی خوبصورت، پیار بھرے دھیمے لہجے میں بات فرماتے تھے اور آپ کے معجزات میں سے ہے کہ آپ ﷺ بات اطمینان سے فرماتے تھے اور اگر ہزاروں کا مجمع بلکہ لاکھوں کا مجمع بھی ہو جیسا کہ حجتہ الوداع میں کم وبیش سوا لاکھ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ آپ ﷺ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا ہر صحابی رضی اللہ عنہ نے سنا۔ یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ ﷺ دھیمے خوبصورت، پیار بھرے لہجے میں ارشاد فرماتے لیکن آخر مجمع تک بیٹھا ہر شخص سن لیتا تھا۔ اس تک وہ بات، آواز اسی طرح پہنچتی تھی۔ حضور ﷺ بلند آواز میں خطاب نہیں فرماتے تھے تو اللہ کریم نے فرمایا اے جانثاران رسول ﷺ اپنی آوازیں میرے نبی ﷺ کی بارگاہ پر بلند نہ ہوں۔ جس لہجے میں حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اس سے اونچی آواز میں بات نہ کرو۔ اور اگر آواز اونچی ہو جائے تو پھر کیا ہوگا اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہاری مکہ مکرمہ میں اٹھائی گئی ساری تکلیفیں، ساری تمہاری قربانیاں، مال و جان، گھر بار قربان کر کے آنا تمہارا بدر و احد میں داد شجاعت دینا، غزوات میں وسرایہ میں قربان ہونا، بیٹے بھائی اور جوان قربان کرنا اور مال کو قربان کرنا میں یہ سب رد کر دوں گا۔ میرے نبی ﷺ کی بارگاہ میں دم اونچا نہیں لینا۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۔ سارے عمل ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی اور بعض حضرات نے مفسرین کرام نے وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ کا عطف لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ پر کیا ہے۔ اس سے معنی بدل جاتا ہے اس سے معنی یہ بنتا ہے کہ اگر تمہاری آواز غیر شعوری طور پر بھی بلند ہو گئی تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ فرمایا کسی نے ارادتاً آواز بلند کی یا اگر غیر ارادی طور پر بھی حضور ﷺ کی مجلس میں تمہاری آواز بلند ہو گئی تو تمہاری ساری نیکیاں ضائع کر دی جائیں گی۔ اور نیکیاں ضائع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بندہ اللہ کے عذاب میں گرفتار اور اللہ کی بخشش سے محروم ہو گیا۔

اب اللہ کے اس حکم کو بارگاہ عالی کے اس ادب کو دیکھیں اور آج میلاد کے نام پر جاری تماشے دیکھیں۔ میں بڑے دردمندانہ انداز میں درخواست کرتا ہوں کسی کو کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ سب کے لئے دعا گو ہوں۔ میرے اللہ کریم نے جو مقام مجھے دیا ہے، جس جگہ میں بیٹھا ہوں، جو میری حیثیت ہے۔ میرے ذمے یہ ہے کہ میں سب کی بہتری کی دعا کروں لیکن جو ارشادات عالی ہیں اور قرآن کا جو حکم ہے وہ پہنچانا فرض ہے۔ میں فرض ادا کر کے یہ عرض کر رہا ہوں کہ میرے جو بھائی پٹاخے چلاتے ہیں شور کرتے ہیں، جلوس نکالتے ہیں۔ شور و شغب ہوتا ہے، بازار بند ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگ ذرا اس آیت کریمہ کی روشنی میں اپنے رویے پر خود غور کریں۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

ہمارے کہنے سے تو شاید کسی کو اچھا نہ لگے کہ تم کون ہوتے ہو ہمیں روکنے والے؟ میں روک نہیں رہا میں تو کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کا ذکر خیر ہر حال میں کرو آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر ہو۔ آپ کی نعلین مبارک کا ہو کسی طرح ذکر رسول ﷺ ہو۔ آپ ﷺ کی سواری کا ہو، آپ ﷺ کی اونٹنی، گھوڑے کا ذکر ہو، آپ ﷺ کے لباس عالی کا ذکر ہو۔ ہر پہلو سے ذکر رسول ﷺ اللہ کو محبوب ہے لیکن ذکر رسول ﷺ کا تقاضا، ادب رسول ﷺ ضرور ہے۔ اس بارگاہ کا احترام لازمی ہے۔ اس کا ادب ضروری ہے۔ اگر ادب ہاتھ

سے چھوٹ گیا تو پھر سب کچھ گیا۔

''باادب بامراد، بے ادب بے مراد''

اور

''ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں''

بے باک محبتیں ہوتی ہوں گی۔ بے باک عشق ہوتا ہوگا، عشق میں تڑپ بھی ہوتی ہوگی۔ عشق میں شکائتیں بھی ہوتی ہوں گی لیکن یہ بارگاہ جو ہے یہ اتنی عالی ہے کہ یہاں عشق و محبت بھی آداب کے پابند ہیں۔ دائرہ ادب میں رہ کر عشق بھی اپنی عرض کرے گا تو آواز نیچی کر کے۔ سر کو جھکا کر، آنکھوں میں آنسو لا کر بات کرے گا۔ آپ ﷺ کی بارگاہ کا معاملہ اتنا حساس ہے کہ سیرت پاک ﷺ میں ملتا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں آپ ﷺ سر ٹکائے ہوئے لیٹے ہیں۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پاس موجود ہیں۔ آپ ﷺ کی پہلی تین صاحبزادیاں آپ ﷺ سے پہلے دنیا سے رخصت ہو چکی تھیں۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اکیلی آپ ﷺ کی صاحبزادیوں میں سے زندہ تھیں وہ بھی پاس موجود تھیں۔ دروازے پر نہایت ادب سے کسی نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت ہے، میں اندر آ سکتا ہوں؟ اور یہ آواز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی سنی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے شور سے نہیں اسی دھیمے لہجے میں جو اس بارگاہ کا تقاضا ہے لیکن تھوڑے تلخ انداز میں جواب دیا کہ کون ہو، تمہیں معلوم نہیں حضور ﷺ کی طبیعت ناساز ہے اور تم ملاقات کی اجازت چاہتے ہو؟ ایسی حالت میں ان کو کیوں تکلیف دیتے ہو؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا بیٹا! یہ کسی سے اجازت نہیں مانگا کرتا، یہ تیرے باپ کا در ہے جس پہ کھڑا ہو کے اجازت مانگ رہا ہے بیٹا یہ ملک الموت ہے۔ جہاں اللہ کے فرشتے بھی لرزاں و ترساں ہیں، اجازت لے کر داخل ہوتے ہیں۔ ملک الموت بڑے بڑے شہنشاہوں کی روحیں قبض کرتا ہے، اولیاء اللہ کی، نیکوں کی، بدکاروں کی، ہر طرح کے لوگوں کی۔ اسے کبھی اجازت کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ حاضری کی اجازت طلب کر رہا ہے۔ جہاں اللہ کے مقرب فرشتے بھی دست بستہ کھڑے ہوں اس ذات کے ذکر کے وقت ادب کا کیا معیار ہونا چاہئے؟ لیکن یاد رہے ولادت باسعادت سے لے کر بعثت تک ساری کائنات مستفید ہوئی اس میں تو کافروں کو بھی خوشیاں منانی چاہئیں۔ یہ نعمتیں عام ہوئیں تو ہر ایک کو ملیں اور مومن کو اللہ نے خصوصی نعمت سے نوازا۔ فرمایا اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً ۔ مومن کو تو بات بعثت عالی کی کرنی چاہئے جہاں سے کلمہ طیبہ عطا ہوا، جہاں سے نور ایمان عطا ہوا، جہاں سے اسلام کی ابتداء ہوئی، جہاں سے بندے کا اللہ سے تعلق قائم ہوا، جہاں سے صحابیت تقسیم ہوئی، تابعیت تقسیم ہوئی، تبع تابعیت تقسیم ہوئی، ولایت تقسیم ہوئی، بٹتی رہے گی، تقسیم ہوتی رہے گی لیکن آپ نے بعثت عالی کا کہیں تذکرہ سنا؟ ہم نہیں کرتے۔ کیوں نہیں کرتے؟ بعثت عالی پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کس لئے مبعوث ہوئے ہیں؟ آپ ﷺ کا پیغام کیا ہے؟ ہم ان برکات کا ذکر کرتے ہیں جس میں مسلم و غیر مسلم سب شریک ہیں لیکن جہاں سے اسلام شروع ہوتا ہے اس طرف رخ نہیں کرتے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بعثت عالی کا تذکرہ بھی کریں۔ جہاں آپ کی ہر ادا کا تذکرہ ضروری ہے وہاں سب سے بڑا انعام آپ ﷺ کی بعثت عالی، آپ کا مبعوث ہونا ہے اور یہ وہ انعام ہے جس میں مومن خاص ہیں غیر مومن کو نصیب نہیں ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ یہ تمام مومنین پر احسان ہے اس میں غیر مومن شریک نہیں ہے۔ اللہ کریم مجھے، آپ کو ہم سب کو توفیق دے۔ اللہ ہماری خطائیں معاف فرمائے اور حضور ﷺ کے ذکر خیر کے ساتھ حضور ﷺ کے ارشادات کو جاننے، سننے، سمجھنے اور خلوص دل سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

من الظلمت الی النور

محمد ارشد (اسلام آباد)

رب العالمین نے بنیادی طور پر انسان کو موحد پیدا کیا ہے۔ ہر بچہ توحید فطرت میں لے کر پیدا ہوتا ہے خوش قسمت اور عقلمند لوگوں کو گردش زمانہ اور حالات معبودِ حقیقی سے آشنا بھی کر دیتے ہیں اور اکثر بدقسمتی کوسوں دور بھی لے جاتی ہے اور انسان کفر وشرک میں مبتلا ہو جاتا ہے لیکن اگر حق کا طالب ہو اور لگن سچی ہو تو انسان کو اللہ کریم توفیق حق ضرور عطا کرتے ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے "یھدی الیہ من ینیب" کہ جو مجھے پانا چاہتا ہے جس کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو جائے تو اللہ کریم اسے ضائع نہیں ہونے دیتے۔ میری ذاتی زندگی بھی ایسے ہی تجربات سے عبارت ہے تلاشِ حق میں مختلف لوگوں سے ملتا رہا۔ کبھی عاملوں کے جال میں پھنس گیا اور کبھی مختلف خانقاہوں کے سجادہ نشینوں کی خدمت میں حاضر ہوا مگر جس حق کی جستجو تھی وہ میسر نہ ہو سکا ان سب میں رسم اذان کی کوشش تو شاید چند جگہوں پر تھی مگر روح بلالی والی کیفیات والا معاملہ نہ دارد اور تشنگی بڑھتی رہی۔ اس دوران اللہ کریم نے نماز کی ادائیگی کی توفیق تو ارزاں فرمادی اور ہر نماز کے بعد یہ دعا ضرور کرتا کہ یا اللہ مجھے اپنے خاص اور مقبول بندوں سے ضرور ملا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے دسمبر میں نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد ایک صاحب سے ملاقات کرادی جو کہ مسجد کے کونے میں بیٹھے ذکر کر رہے تھے۔ بعد از ذکر ان سے پوچھا کہ آپ کیا کر رہے تھے انہوں نے کہا ذکر قلبی کر رہا تھا میں نے عرض کیا مجھے بھی بتائیں

ان کے ساتھ بیٹھ کر کچھ دیر ذکر کیا تو یہ احساس قوی ہو گیا کہ تم جس خزانے کی تلاش میں تھے وہ عطا ہو گیا اور اس طرح محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی ریگ مار سے زنگ آلودہ دل کو کھرچ رہا ہے۔ طمانیت قلب کا احساس ہو رہا تھا جیسا قرآن کریم کا ارشاد ہے "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" یوں زمانے کی ٹھوکروں سے بھٹکتا ہوا راہ ہدایت کے قریب پہنچ گیا۔ نماز کی پابندی ضرور کرتا تھا لیکن عملی زندگی پر اس کے اثرات کی کمی تھی۔ بفضلِ خدا اسی ذکر کی بدولت پان چبانے اور دیگر بری عادات سے چھٹکارا ملا۔ اس دوران حضرت جی سے ملنے کی خواہش روز افزوں بڑھتی گئی اور آخر اپریل میں حضرت جی راولپنڈی مری روڈ پر ایک جلسے میں تشریف لائے وہ عجیب ہی موقع تھا جب میں نے حضرت جی کو پہلی بار دیکھا تو فرطِ مسرت سے کھل اٹھا کہ بالکل الگ قسم کا انتہائی پر رعب چمکتا روشن ترین چہرہ اور اندر اترتی گہری نگاہیں میرے اندر تک سرائیت کر گئیں میرے جسم میں کرنٹ سا دوڑ گیا اکثر یہ بات سننے میں آئی کہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو جن کو دیکھ کر اللہ یاد آ جائے یہ لمحہ بالکل اسی کا مصداق تھا کہ مجھے ایسی اللہ والی شخصیت کا پہلی بار دیدار نصیب ہوا اور اطمینان قلب محسوس ہوا اور اندر کا انسان بول اٹھا کہ یہی پروقار شخصیت مجھے واصل باللہ کرا سکتی ہے جس کی مجھے مدتوں سے تلاش تھی اور پھر اسی شام دار العرفان راولپنڈی میں اللہ تعالیٰ نے ظاہری بیعت سے سر فراز فرمایا اور راہ حق کا دروازہ مجھ پر کھل گیا اس کے ساتھ ہی اصلاح

علم وعمل کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ چل نکلا۔ معاملات زندگی کی اصلاح ہونے لگی اللہ تعالیٰ پر توکل اور رسول اللہ ﷺ سے محبت، اتباع سنت کی شاہراہ پر سفر شروع ہوگیا۔

راہِ خدا کا طالب جب شیخ کامل کی معیت اور رہنمائی میں منازلِ سلوک طے کرتا ہے تو شخصیت میں جب نکھار پیدا ہوتا ہے تو بندہ ہر اس چیز سے محبت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اور اتباع کا باعث بنے۔ اللہ کریم نے میں خیمہ بستی میں شرکت کی توفیق عطا کی یہ عجیب بستی تھی تمام جان نثار حق گھر بار اور بیوی بچے چھوڑ کر صرف اللہ کے دین کے نفاذ کے لئے جانیں ہتھیلی پر رکھے حاضر تھے حضرت جی رات کو مختلف کیمپوں کا دورہ بھی فرماتے اور بعض اوقات احباب کے ساتھ افطاری کے لیے بھی تشریف لے جاتے۔ خیمہ بستی کی برکات، کیا ہی عجیب تھیں اللہ والوں کا اجتماع، خلوص کے جذبے، جانیں نچھاور کرنے کا شوق، اللہ نے ساتھیوں کو فنا در فنا کی طرح کے کئی مراقبے نصیب فرمائے۔ فنا فی الرسول کا مراقبہ تو اکثر حاضرین کو نصیب ہوا۔ وہ لمحے آج بھی ہماری زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ ہیں۔ کیا تھا اور کیا ملا، یہ کیف ہے الفاظ میں سانہیں سکتا۔ یہی تو ہماری زندگی کا قیمتی سرمایہ ہے۔ جانے پھر یہ لمحات نصیب ہونگے، یا۔ ہاں ظاہری اثر یہ ہوا کہ بلا سود بینکاری کا تحفہ وطن عزیز کے مسلمانوں کو نصیب ہوگیا۔ خیمہ بستی کی ایک خاص بات کہ الحمد للہ سخت سردی کے موسم میں ساتھیوں کو وضو کے لئے گرم پانی بھی میسر ہوتا اور سحر و افطار میں دنیا کی اکثر نعمتیں دستر خوان پر کھانے کو ملتی۔ حضرت جی کی یہ بھی کرامت تھی کہ حشرات الارض اور موذی جانور کبھی خیمہ بستی میں داخل نہیں ہوئے۔ حالانکہ یہ جگہ زہریلے سانپوں سے بھری پڑی ہے۔ آج ہماری بدنصیبی کے اثرات عذاب کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں کراچی کا امن وسکون تباہ ہوا۔ سندھ میں بارشیں عذاب بن گئیں۔

غرور کی سزا والا مچھر آج ہمیں کرب میں مبتلا کر گیا۔ شاید خیمہ بستی میں مخلصین کی صدا قرآن کا نظام نافذ کرنے کی تھی۔ جس پر چونکہ کان نہ دھرے گئے۔ اور شاید ایسا ہی لال مسجد کا معاملہ تھا۔ جب قرآن پڑھنے والی بچیوں پر فوجی ایکشن ہوا، کہ آج وطن کے محافظ بھی امن وسکون کو تلاش کر رہے ہیں۔ اسلام میں تعلیمات کے دو شعبے ہیں۔ تعلیمات نبوت اور برکات نبوت، لہٰذا تعلیمات کے ساتھ ساتھ جب تک برکاتِ نبوت اور وہ کیفیات جو سینہ اطہر رسول اللہ ﷺ سے تقسیم ہو رہی ہیں انہیں اپنے قلب میں بسایا نہ جائے جیسا کہ صحابہ نے اپنایا۔ آج یہ برکات شیخ کامل ہی سے مل سکتی ہیں۔ تمام صحابہ کرام انہی برکات کے حامل ہوئے اور انہوں نے دنیا کو انقلاب آشنا کر دیا۔ انہی کے بارے شاعر نے کہا ہے۔ خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے۔

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

آج ہمارے پاس عمومی طور پر تعلیمات نبوت تو ہیں مگر برکات نبوی سے لاعلمی اور لاتعلقی ہمیں اس حالت زار پر لے آئی ہے اور برکاتِ نبوی کے بغیر دین اسی جسم کی مانند ہے جس میں روح نہ رہی ہو۔ الحمد للہ ناچیز اسلام آباد میں لوگوں کو برکات شیخ انٹرنیٹ کے ذریعے پہنچانے کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ اللہ کریم ہم سب ساتھیوں کو شیخ المکرم سے اس طرح جوڑ دے جیسا کہ حق ہے اور دمِ موت، بعد الموت اور اگلی زندگی میں بھی اس لازوال رشتہ کا تقدس قائم رکھے اور نفس کی یلغار سے محفوظ فرمائے اور ہماری زندگیاں حضرت جی کے کفِ پا کی نظر فرمائے اور آپ کی کمان میں غزوالہند نصیب فرمائے۔ آمین

Professional Content Writing, SEO, Web Design and Web Development Services

کیا آپ انٹرنیٹ پر کامیابی سے بزنس کرنا چاہتے ہیں؟ اگر ہاں تو ہم مدد کے لیے حاضر ہیں!

آج ہی ہم سے ایک بہترین اور پروفیشنل Website بنوائیں

اپنی Website کے لیے Content بھی ہم سے لکھوا سکتے ہیں

ہم آپ کے Blog کے لیے بہترین Articles بھی لکھ سکتے ہیں

SEO کے ذریعے ویب سائٹ Promote بھی ہم سے کروا سکتے ہیں

یہی نہیں بلکہ PHP میں Web Development بھی ہم کر دیں گے

Contact Us for Details:

Shaukat Ameen
Babar Ali
0322-2148153
Karachi, Pakistan

groovybrains@gmail.com

www.GroovyBrains.com

ہماری پروفیشنل سروسز مناسب ریٹس پر حاصل کرنے کے لیے آج ہی ہم سے رابطہ کریں

قارئین اپنی صوابدید سے معاملہ کریں۔ ادارہ کسی قسم کی ضمانت سے مستثنیٰ ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ حج وعمرہ کرنے والا کبھی غریب نہ رہے گا۔ ☆ اکانومی اینڈ سٹار ہوٹلز پیکج دستیاب ہے۔

☆ زیارت حرمین شریف کیلئے ویزہ عمرہ حاصل کریں۔ ☆ احباب سلسلہ کو گروپ بنا کر بھی بھجوایا جاسکتا ہے۔

العروج انٹرنیشنل ٹریولز (PSA)

عبداللہ چوک اکال والا روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ

فون نمبر 0462-512599
0462-511559

فیکس نمبر 0462-510559

ای میل۔ alarooj@hotmail.com

پروپرائیٹر...... حافظ حفیظ الرحمن

قارئین اپنی صوابدید سے معاملہ کریں۔ ادارہ کسی قسم کی ضمانت سے مستثنیٰ ہے۔

thousand months', implying that the Night of Power is higher in sanctity than a thousand months of continuous worship. In this night the angels descend on earth and bring the blessings from the Court of Allah-swt.

وَالرُّوْحُ This phrase has been translated in two meanings, one pointing towards Rooh-ul-Ameen which is the name of Hazrat Jibreel-alaihe salaam who is the leader of angels, meaning that he-alaihe salaam also descends onto the earth with other angels. Another meaning of وَالرُّوْحُ has been described as pointing towards the blessed spirits of righteous people, which descends towards the Earth and visit their families, their countries and nations and are pleased if the people are following Deen and the commandments of Allah-swt, or become sad if they find their own people in darkness. And in every aspect of the human life, فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ with the permission and Command of Allah-swt, blessings and protection prevail during this night. This not only entails the religious aspect of life but the worldly aspect as well, مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلَامٌ and all these blessings are because of the descent of the blessed souls and angels, which leads to the showering of Allah-swt's Mercy for every aspect of life. هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ and these blessings and His-swt mercy prevail until dawn.

This was all the description of the distinctive qualities of Laila tul Qadar and in fact the scholars and the honourable commentators have discussed this subject in detail. The fact that I want to disclose here is something different. It is something that you might not be able to find in the translations or commentaries for at least I haven't seen it there. It is the reason behind such an exalted status of Laila tul Qadar. Why is it that this single night has got such an importance in the Court of Allah-swt, that it has become heavier over a thousand nights of continuous worship? Is it the only night in the year for the blessings of Allah-swt? Obviously nobody could limit Allah-swt's Mercy to a single night of the year because His-swt Mercy is unlimited and without any scales. But still, why is it that Allah-swt's blessings are showered to such a great extent and angels and the blessed spirits descend upon the Earth as a sign of His-swt Mercy? What is the reason for the showering of blessings and mercy for all aspects of life? Let's see the reason behind the holiness of the Night of Power. And it is stated here in Soorat ul Qadar that, 'Because We-swt have revealed the Holy Quran in this particular Night.

'There are three levels for the revelation of the Holy Quran. The first part is when the Holy Quran was transferred from Allah-swt's Presence onto the Loh-e-Mehfooz or the Preserved Scripturum. This is the first stage. The Holy Quran before it was revealed onto the Loh-e-Mehfooz was only present in Allah-swt's Knowledge. Allah-swt's Knowledge is Omnipresent and Eternal, and His-swt Knowledge encircles everything.

To be continued

Everything in this world could be understood by the nature of the results it produces. If someone says that I drank water, it would simply mean that his thirst has been quenched. Similarly if someone says that I have eaten, it must mean that his appetite would be satiated. However, if he is still thirsty or hungry, it means that he has not drunk water or eaten food.

If someone is claiming that he has attained the Nearness of Allah-swt, then it must be expressed in his actions, and he should look like following the commandments of Allah-swt, more than others do. If his character has become according to the orders of Allah-swt, then he is speaking the truth, but if his attitude is opposite to that advised by Allah-swt, then his claim has no proof and he is lying. There is a Persian verse in which the poet states that, 'The Shaikh is claiming his sanctity and holiness but in reality his sanctity and spiritual attainments are a hoax for himself and others.'

Therefore, if you want to ask me to describe the feelings that are held in the above stated Hadith-e-Qudsi then it is difficult because there is no language in which feelings could be described, but if you really want to know how it feels, then work hard and try to attain it. The simple path for it is to adopt the obedience of the Holy Prophet-sallu alaihe wasallam and live according to the principles of his-sallu alaihe wasallam teachings. To live for the Holy Prophet-sallu alaihe wasallam is to make your everyday routine according to his-sallu alaihe wasallam commandments. To sleep, to awake, to sit or stand, to live and die, to befriend and to make enemies, to do business and from personal to familial to national interests should be according to the principles of the Holy Prophet-sallu alaihe wasallam. If such a status is attained then it is very likely that Allah-swt will bless you with such feelings and you will comprehend the real meaning of the Nearness of Allah-swt.

These feelings could not be confined to mere words and His-swt Excellence and His-swt Nearness could only be felt in the hearts according to His-swt Greatness.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۔ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ

سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

In Surah al-Qadar it is stated that, 'We-swt have revealed this Guidance in the Night of Power.' Here by 'Guidance' is meant the Holy Quran. Thereafter, the distinctive qualities of Laila-tul-Qadar are described. 'And what will explain to thee what the night of power is?'

وَمَا اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ

here the readers are asked about their knowledge about the Night of Power and then stated,

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ

The Night of Power is better than a

Allah-swt Dwells in a Believer's Heart
Translated Speech of His Eminence
Hazrat Ameer Muhammad Akram Awan
Shaikh Silsilah Naqshbandiah Owaisiah

Dar-ul-Irfan, Munarah — Dated: August 23rd, 2011

Here is a question put forth by a brother, 'Allah-swt can only be accommodated inside the heart of a believer', please explain!

The reality is that human vocabulary is made up of all the material knowledge which has been developed according to the worldly needs and for the expression of the ideas and thoughts according to the beliefs and aspirations in a certain way. The human vocabulary has no words for the expression and description of feelings and emotions. This is because different kinds of feelings can only be felt and there is no solid way of describing it in words.

In Hadith-e-Qudsi it is stated that, "I-swt cannot be accommodated in the heavens and Earth." The encompassing of the Personage of Allah-swt in a material place is a special kind of expression. It is a well-known fact that the creation cannot circumscribe the Greatness of the Creator. Similarly anything that can be harboured in the vastness of a creation is itself a creation. If one kind of creation is mortal, the other one is also mortal.

The Personage of Allah-swt is eternal and hereby the word 'accommodate Allah-swt' is not meant in the direct meaning of encompassing the complete Personage of Allah-swt. The real meaning of this Hadith-e-Qudsi is only known to Allah-swt. All the attributes of Allah-swt's Personage are in accordance with the Greatness of His-swt Excellence. These attributes could not be taken in the meaning of ordinary human language. The words are the same, for example, [48:10] يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ the Hand of Allah-swt is upon their hands'. Here the hands of the Companions-rau are called hands but the equivalent word for Allah-swt is nevertheless stated as Hand. This however, does not mean that Allah-swt's Hand is similar to the hands of the Companions-rau. The meaning for the Hand of Allah-swt is in accordance with the Greatness of His-swt Excellence. However, the reality of the Hand of Allah-swt is above the human understanding and it is beyond the simpler comprehension of the words used for Him-swt. Therefore, the words used for the Attributes of Allah-swt are special and their meaning is always taken according to the Greatness of Allah-swt, but the real comprehension is beyond the human limits. For simplicity, the meaning of the sentence, that, 'I-swt can only be accommodated in the heart of a believer', could be taken as extreme Nearness of Allah-swt towards the human heart.

cannot insist on their self-chosen criticism. However this type of counter-charging and strategical verbiage was never seen to be deployed by Hazrat Ji-rua. Once speaking to the Ulama of Peshawar against employing this form of recrimination Hazrat Ji rua quoted from his personal experience. 'During the course of a Manazara, a mere thought crossed my mind that if I return my opponents criticism, he would be forced to withdraw it. As soon as the thought crossed my mind I felt a great weight on my Qalb and that instant the reality set in that this form of recrimination is not acceptable to Allah swt's Sense of Honour.

This subtle insight and sagacity of Hazrat Ji-rua was only due to his special closeness to Allah swt, because otherwise ordinary people who are deprived from this Guidance from Him swt, exceed in their quest to cast recrimination on their opponents to such an extent that they cross the limit of respect and decorum. For example, to pass remarks about the office of Prophethood, while extolling the Unity of Divinity or to praise the Holy Prophet saws in a manner that slights the status of other Prophets, are the examples of a behaviour disliked by Allah swt.

Whenever Hazrat Ji-rua addressed simple villagers, he tempered his address to appeal to their level of understanding, however the same topic when addressed to an audience of Ulama and theologians, was addressed at their intellectual level, blazing with intensive scholarship and research.

(In the original Urdu book a letter of Hazrat Ji-rua to one of his pupils has been reproduced to present to the readers a sample of the intensity of Hazrat Ji's research. However I have omitted it in this translation as it involves grammar, and lexica, which is impossible to translate into English. The author, too, concedes that it is difficult enough for a lay man to read it in Urdu but it provides us an example of Hazrat Ji rua's scholarship).

research and investigation in the acquisition of worldly knowledge, and in your belief and actions, keep your attention fixed on the virtuous character of the righteous predecessors of the first 320 years of Islam. Later it was beset by discord enmity and antagonism. Sectarianism set in. Son, today whatever is being preached throughout the world, all of it is aimed at creating division and sectarianism and is not pure Islam. A single person cannot be found, who focuses on practice and teaches one to become a practicing Muslim. If we try with all our might and mane to transform people into practicing Muslims, it will cause great distress to the 'Ignorant Ulama' and 'Sufi shopkeepers' but do not let that discourage you. Keep your trust and attention towards Allah swt. Allah swt is sufficient for a Wali Allah; he needs no one else. In two or three years, provided my Rabb grants me life, you will see how these Sufis will proclaim Islam in the world. Keep to your mission of correcting people and stay away from sectarianism.'

Once an indirect problem (question) concerning dissention was raised in front of Hazrat Ji rua. He replied, 'Throughout my life you will never find either in my statements or my writings, any articles or material dealing with the Ummah's conflicts. That is because I want to protect the Ummah from divisions among themselves. Despite the differences between the Barailvees, Deobandees and the Ahl-e Hadees, I see all of them within the fold of Islam.'

It was due to Hazrat Ji-rua's affection, broad mindedness and accommodation that without any discrimination, every seeker or student found a place under his mantle. Moreover, his followers never indulged in discussing their differences. By the sanctity and blessing of doing Zikr together, not only did the differences disappear, but their outlook and lives were also reformed. Such has always been the result of the teachings of the Ahl Allah (Men of God).

In opposition to the wishes of Allah swt, in order to establish one's intellectual superiority and for the satisfaction of one's ego, often scenes from sectarian wars are presented which, contrary to serving the Deen, come within the range of tampering with the Deen and causing divisions. If the whole religion and only the pure religion is explained, then it covers every aspect: Tauhid (The Oneness of Allah swt) and the Risalat (everything that pertains to the Holy Prophet-saws, his teachings and the Sunnah) and for this reason all the Companions-rau are worthy of utmost respect. In Islam there are no sects and no room for differing opinions.

Mutual Recrimination

It has often been seen in debates and Manazaray that if one party accuses the other, in response the second party turns the accusation around and throws it back on the first. For example if the Shaikhain rau (the first two Caliphs) are criticized, in answer the same criticism is turned around and applied to Hazrat Ali-rau. This is done so that the objecting party

Hayat-e-Javidan Chapter 14

A Life Eternal (Translation)

DEBATING STYLE

While discussing Hazrat Ji rua's era of Manazaray, Maulana Muhammad Luqman Ali Puri expressed his utter astonishment at Hazrat Ji rua's unique debating style; that he never took any notes during the hour long discourses of his opponents, but in his answering speech he would reply every objection in the same order they had been raised without missing a single point. After giving complete and satisfactory answers to the opponents, he in turn would ask them innumerable questions, which they were unable to answer. He was conferred the title of 'Fatih Azam' by the public because he was undefeatable in every Manazara. During the course of his address, every question was answered by supplying testimonials and quoting the appropriate authority, as well as giving page and line reference with such fluency that it was hard for his assistants to look them up. Indeed the display of such ability in the field of Manazaray could only belong to a Fatih Azam, which was a cause of astonishment not only for Maulana Luqman but everyone else as well.

A brief glimpse of the Jhelum Manazara has already been provided which clearly demonstrates that Hazrat Ji rua's style of address was based solely on facts. He never employed hypothetical assumptions nor did he belittle anyone or make his opponents the target of ridicule and criticism. His sole objective to take part in Manazaray was to defend the Truth, expound facts and correct mistakes. When he noticed that the style of the Manazaray had started to deviate from literary reasoning and delve in exchanges of stinging allusions, vulgar exchanges of language, and reproach and taunt, he withdrew himself. Speaking about this era he remarked once, "I gave up participating in Manazaray because they serve to break hearts rather than to bind them.' Hazrat Ji rua was referring to those Manazaray, which instead of an intellectual debate had become a symbol of sectarianism.

Sectarianism

The object of Hazrat Ji rua's speeches was the correction of religious beliefs and not accusation, degradation or humiliation of others. He totally abhorred partisanship and sectarianism. In 1976, he wrote to a student:

'A Sufi does not only expound knowledge, but practices it. A Sufi is not just the body of Islam but is the spirit of Islam. Son, try to implant the element of

MONTHLY

Al-Murshid

قد أفلح من تزكى وذكر اسم ربه فصلى

Indeed he is successful who purified himself, recited the name of his Rabb and offered prayers

الله رسول محمد

والله خير الرازقين

Narrated by Hazrat Aisha (R.A) The Prophet (S.A.W) said The Zikr which is not audible to the recording angels is seventy times superior to The Zikr they can hear.

عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولُ اللّٰهِ اَلذِكْرُ الَّذِیْ لَا
يَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ يَزِيْدُ عَلَى الذِكْرِ الَّذِیْ
يَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سَبْعِينَ ضِعْفاً.

If you cannot implement Islam as a whole then at least adopt as much as the non-believers have adopted.

Hazrat Sheikh ul Mukaram
Ameer Muhammad Akram Awan MZA

Rabi ul Awal 1433H

February 2012

MONTHLY AL-MURSHID, P.S/CPL # 15
17-AWASIA SOCIETY COLLEGE ROAD, TOWN SHIP LAHORE

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ ایپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ ایپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کرسکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور ایپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کرسکتے ہیں۔

1- مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2- مشکوٰۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔ 3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہیں آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہیں پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ 4- اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبدالباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔ 5- حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمۃ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6- ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8- اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9- سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی۔ڈی۔ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کرسکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی۔ڈی۔ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کرسکتے ہیں۔ 03235205255